حکومت پاکستان سے باقاعدہ تصدیق شدہ اشاعت

لاہور پاکستان

یوتھ انٹرنیشنل

رکن قومی اسمبلی آصف علی زرداری پر بنائے گئے مقدمات کے اصل حقائق کیا ہیں؟

اندرونی صفحات میں پڑھیے

کویت کے سفیر کی اہلیہ مدام بدریۃ الیاقوت کا خلیج کی تازہ ترین صورت حال پر پہلا تفصیلی انٹرویو

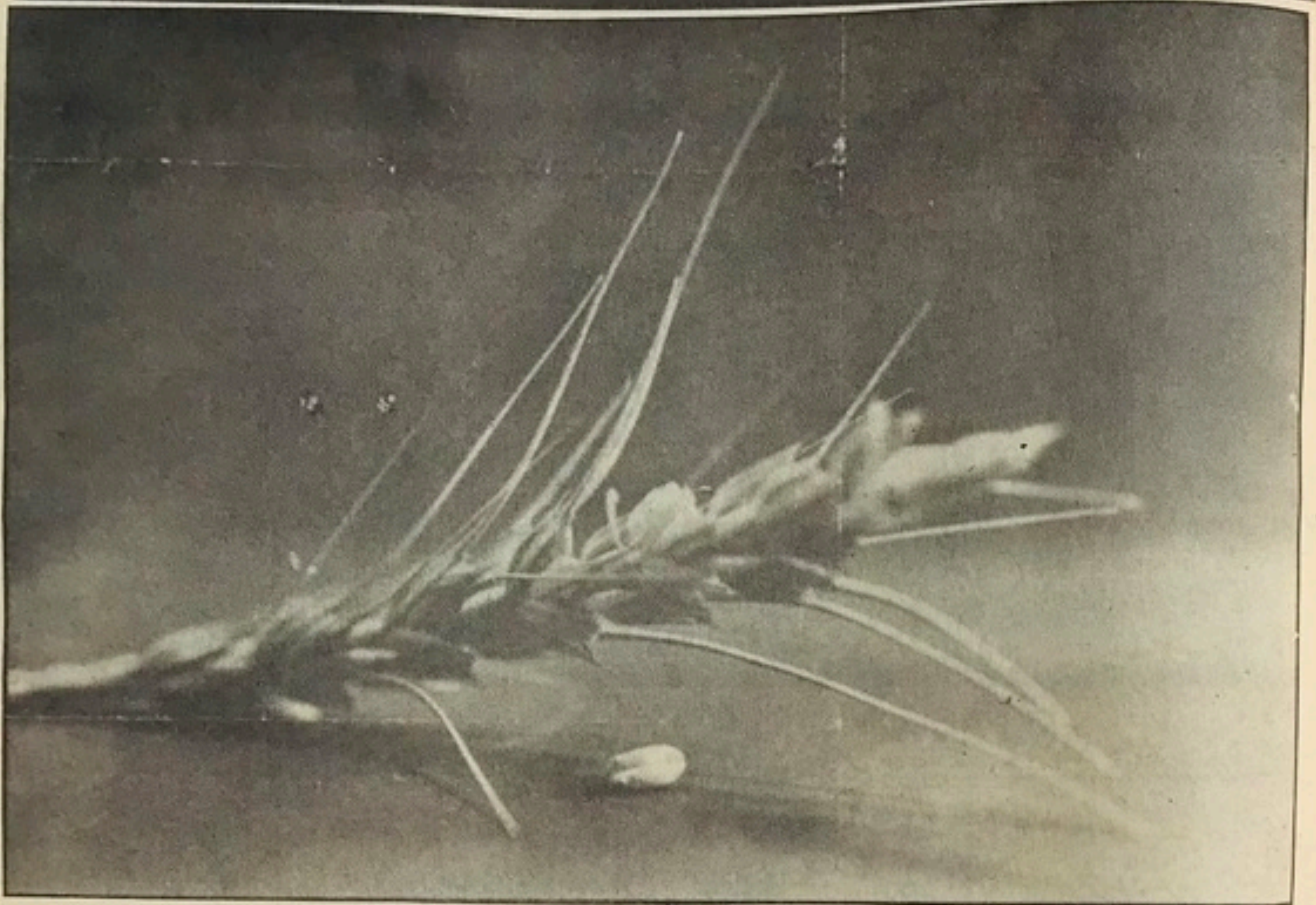

NFC

Worth its grain

Modern times are a true measure of expertise. Only the best have a chance to survive. By giving the optimum. By getting the optimum.

At NFC, we believe in that. Over the years, we have displayed an unwavering commitment to the cause of agriculture in Pakistan. To enhance the crop yield. To improve its quality. To better the lot of the farmer.

We believe that a piece of land can yield more, yield better, through a judicious use of fertilizers. To make that possible, NFC offers expertise in shape of agronomists and other professionals who provide free advice. Our experts help the farmer in a correct evaluation of his land requirements, and also guide him in making a right choice from amongst various kinds of fertilizers that NFC offers.

And to make it convenient for the farmer, NFC has the largest dealer network operating all over Pakistan, almost exclusively in the Northern Areas and Azad Kashmir.

NFC is trying to reach out to the farmer. Wherever he is. To work in unison with him. To give him the right advice. The right fertilizer. So that he could prosper. Pakistan could prosper.

NFC **Honouring a Commitment**

NFC.3.86 Danad

سعودی سفیر

یوسف محمّد مطبقانی

جو پاکستان میں گرانقدر سفارتی خدمات سرانجام دے رہے ہیں

امدادِ باہمی کے زرّیں اصولوں کے تحت معزز ممبران کی

ترقی و خوشحالی کی شاہراہ پر گامزن

دِی مسلم کوآپریٹو ڈویلپمنٹ کارپوریشن لمیٹڈ

ہم اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ... اصولوں کے مطابق اپنی درج ذیل برانچوں کی وساطت سے چھوٹے کاشتکاروں، دکانداروں اور صنعت کاروں کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ کارپوریشن کا مستعد اور با اخلاق عملہ ہمہ تن مصروفِ کار ہے

برانچیں

مسلم ٹاؤن ـــ راولپنڈی	ڈھوک سیداں چوک مٹھنج ٹھاٹھ راولپنڈی	بھارا کہو ـــ ضلع اسلام آباد	جی ٹی روڈ ـــ گوجر خان
مشین محلہ نمبر ۳ ـ جہلم	مین بازار ڈنگہ ـ ضلع گجرات	مین بازار ـــ شیخوپورہ	سرکلر روڈ ـــ قصور
غلہ منڈی ٹوبہ ٹیک سنگھ	لاری اڈا کنگن پور ضلع قصور	ٹھینگ موڑ ـ ضلع قصور	سٹی روڈ ـ سرگودھا
مین بازار ـــ رواٹ	مین بازار ـ شاہ پور صدر	منڈی بہاؤ الدین ضلع گجرات	مین روڈ جوہر آباد ضلع خوشاب
لاری اڈہ ـــ جھاوریاں	صرافہ بازار بھلوال	جی ٹی روڈ ـــ کھاریاں	کچہری روڈ ـ چکوال
مین بازار ڈھڈیال ـ چکوال	ملہال مغلاں ضلع چکوال	لاری اڈہ دولتالہ ضلع راولپنڈی	بھون ـــ ضلع چکوال
کلر کہار ـ ضلع چکوال	چوہا سیدن شاہ	بشارت ـ ضلع چکوال	پنن وال تحصیل پنڈ دادنخان
پنڈ دادنخان مین بازار	تمن ـــ ضلع چکوال	للہ ٹاؤن تحصیل پنڈ دادنخان	مین روڈ ـــ تلہ گنگ
پنجند تحصیل تلہ گنگ ضلع چکوال	فوارہ چوک اٹک ضلع جہلم	چینجی تحصیل تلہ گنگ ضلع چکوال	مین بازار ـ فتح جنگ
مین کوہاٹ روڈ ،	پنڈی گھیب	چھب ـــ ضلع اٹک	نرسری برانچ ـ کراچی
جنڈ ـ ضلع اٹک	کھیوڑہ ـــ ضلع جہلم ،	میانی اڈہ ـــ ضلع چکوال	مجوزہ ـ ملک وال ،
ـــ لاہور	ـــ مرید کے	ـــ گوجرانوالہ ،	ملتان خورد ،

منجانب :- سید ظہور حسین نوشاہی ڈائریکٹر / کنٹرولر آف برانچز

ہیڈ آفس : دی مسلم کوآپریٹو ڈویلپمنٹ کارپوریشن لمیٹڈ

۵۹۰ ، جی ناتھ تھری کمپلیکس روڈ اسلام آباد فون : ۸۵۵۸۶۲ و ۸۵۴۷۱۰

زونل آفس ① کچہری روڈ چکوال ② مین روڈ تلہ گنگ چکوال ③ ۲۷ اوریگا کمپلیکس گلبرگ لاہور

بین الاقوامی نوجوان برادری کا واحد حقیقی ترجمان

ماہنامہ

یوتھ انٹرنیشنل

لاہور پاکستان

ایڈیٹر انچیف: محمد صدیق القادری

جلد: ۳ شمارہ: ۲ فروری ۱۹۹۱ء

اس شمارے میں

اداریہ ٦

آصف زرداری کے خلاف مقدمات ٧

اسلامی انقلاب ایران کی سالگرہ پر خصوصی اشاعت۔ ١٠

رکن قومی اسمبلی عالم زیب خاں سے انٹرویو۔ ١٥

سب ایڈیٹرز

مس روبینہ قادری ● غلام مرتضیٰ القادری

قلمی معاونین

ڈاکٹر صغیر کامران ● غضنفر کاظمی

چوہدری اسلم ● مسز شہناز ارشد

عکاسی

تبسم نوید ● یامین صدیقی

فرمان قریشی ● صغیر احمد عادل

رپورٹرز

توصیف القادری

مس خالدہ

نمائندگان بیرونِ ملک

ایم عارف سلیمی (مغربی جرمنی) سلطان احمد (سعودی عرب)

قانونی مشیر: اقبال محمود اعوان (ایڈووکیٹ)

سرکولیشن مینجر: عبدالستار نیازی

قیمت -/۲۰ روپے

خط و کتابت کے لیے

ماہنامہ یوتھ انٹرنیشنل اردو / انگلش ۔ ایوانِ اوقاف بلڈنگ نزد ہائی کورٹ پوسٹ بکس نمبر ۲۳۴۶ جی پی او لاہور پاکستان ۔ فون نمبر ۵۴۷۲۹

پبلشر محمد صدیق القادری نے ماہنامہ یوتھ انٹرنیشنل اردو / انگلش جسارت پرنٹرز ۲ سرکلر روڈ لاہور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ یوتھ انٹرنیشنل ایوانِ اوقاف بلڈنگ سے شائع کیا

اِداریہ

برادر اسلامی ملک کویت پر عراق کے غاصبانہ قبضے اور کویتی عوام پر بے پناہ اذیت ناک ظلم و ستم کے واقعات سے پوری اُمتِ مسلمہ پریشان ہے۔ دُنیا کے آزاد ممالک نے کویت پر عراقی جارحیت کی کھل کر مذمت کی اور کویت خالی کرنے کی اپیلیں بھی کیں۔ لیکن افسوس صد افسوس یہ سب اپیلیں عراقی صدر صدام حسین کی ضد اور ہٹ دھرمی کا شکار ہوگئیں۔ جس کے نتیجے میں خلیج کا علاقہ خوفناک جنگ کی لپیٹ میں ہے۔ دونوں طرف مسلمانوں ہی کا جانی و مالی نقصان ہو رہا ہے۔ خلیج کے مسلمانوں کی اذیت ناک حالت پر پوری اُمتِ مسلمہ خون کے آنسو بہا رہی ہے۔

پاکستان میں اکثر سیاسی و مذہبی جماعتیں مسلمانوں میں امریکہ دشمنی کے جذبات کو اُبھار کر اتحادیوں کے خلاف عوامی جذبات بھڑکانے میں پیش پیش ہیں۔ کویت کے بارے میں پاکستان کے اصولی مؤقف کی سخت مخالفت میں مظاہروں اور ہنگاموں میں زور لگا رہی ہیں۔ افسوس اور دُکھ اس بات کا ہے کہ ان مظاہروں میں حکمران جماعت (آئی جے آئی) میں شامل جماعتیں بھی ہیں۔ نواز شریف حکومت بے بس نظر آ رہی ہے۔ مظاہروں کا یہی سلسلہ جاری رہا تو ہمیں اندیشہ ہے کہ پاکستان کے بین الاقوامی مفادات کو سخت دھچکا لگے گا۔

ہمارے خیال میں کویت کی آزادی، خود مختاری اور کی جائز حکومت کی بحالی کے لئے حکومتِ پاکستان کا مؤقف حقیقت پر مبنی ہے۔ ملک و قوم کے عظیم تر اجتماعی مفاد میں ہے۔ وزیر اعظم پاکستان کو کویت کی آزادی اور خود مختاری کے لئے جرأت مندی کا مظاہرہ کر کے واضح مؤقف اختیار کرنا چاہیئے اور پاکستانی عوام کو اعتماد میں لینا چاہیئے۔ خلیج کے ممالک جن میں خصوصاً سعودی عرب، کویت، متحدہ عرب امارات، قطر، بحرین، مسقط اور عمان کے ساتھ ہمارے قریبی دوستانہ اور برادرانہ تعلقات ہیں۔ ان ممالک نے لاکھوں پاکستانیوں کو روزگار مہیا کیا ہے اور ہر مشکل وقت میں کھل کر پاکستان کی بھرپور مدد کی ہے۔ ان اسلامی ممالک کے ساتھ دوستی بھائی چارے کا حق ادا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ پاکستان اور عوام کھل کر اپنے بھائیوں کی مدد کرے تاکہ دوستی اور بھائی چارے کا حق ادا ہو سکے۔

ہم خلیج میں قیام امن کے لئے پاکستان کے وزیرِ اعظم میاں محمد نواز شریف کی امن مِشن کے لئے کوششوں کے آغاز کا خیر مقدم کرتے ہوئے اسے جرأت مندانہ دانشمندانہ فیصلہ سمجھتے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ پاکستان خلیج کے بُحران کو حل کرانے میں پُوری اُمتِ مسلمہ کے جذبات کی ترجمانی کرے گا۔

ہم پاکستان کی قائدِ حزبِ اختلاف اور سابق وزیرِ اعظم پاکستان محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کے کویت کی آزادی خود مختاری اور اقوامِ متحدہ کی قرار دادوں کی حمایت میں مؤقف کو سراہتے ہیں۔ محترمہ نے مخالفت برائے مخالفت کی بجائے بدلتے ہوئے بین الاقوامی حالات و واقعات کے پیشِ نظر قابلِ تعریف رول ادا کیا ہے۔

ہمارے خیال میں پاکستان کی موجودہ خارجہ پالیسی قومی اجتماعی مفادات میں ہے۔ قومی مفادات کا تقاضا ہے کہ ہمیں حقائق کو دیکھتے ہوئے عقل و فراست کا مظاہرہ کر کے اپنے قریبی دوست ملکوں کا بھرپور ساتھ دینا چاہیئے۔

انشاء اللہ وقت ثابت کرے گا یہی ہماری خارجہ پالیسی پاکستان کے عزت و وقار کا میں بلندی کا سبب بنے گی۔

ہماری عراق کے صدر صدام حسین کی خدمتِ اقدس میں دوبارہ پُرزور درخواست ہے کہ وہ خلیج کے خصوصاً عراق کے مسلمانوں کی ناگفتہ بہ حالت پر رحم کر کے فی الفور کویت خالی کر دیں اور اقوامِ متحدہ کی قرار دادوں کو تسلیم کر کے امتِ مسلمہ کو اس عذاب سے نجات دلانے میں مدد کریں اس میں سب کی بہتری ہے۔ تاکہ خلیج کے مسلمان ممالک سے غیر ملکی فوجوں کو نکالنے کے حالات پیدا ہوں۔ اسلامی دُنیا کو اس عبرتناک ساعت سے سبق سیکھنا چاہیئے۔ اسلامی بلاک متحد مضبوط کرنے کے لئے مثبت رول ادا کرنا چاہیئے۔

خدا ہم سب کا حامی و ناصر ہو!

محمد صدیق القادری

ایڈیٹر انچیف

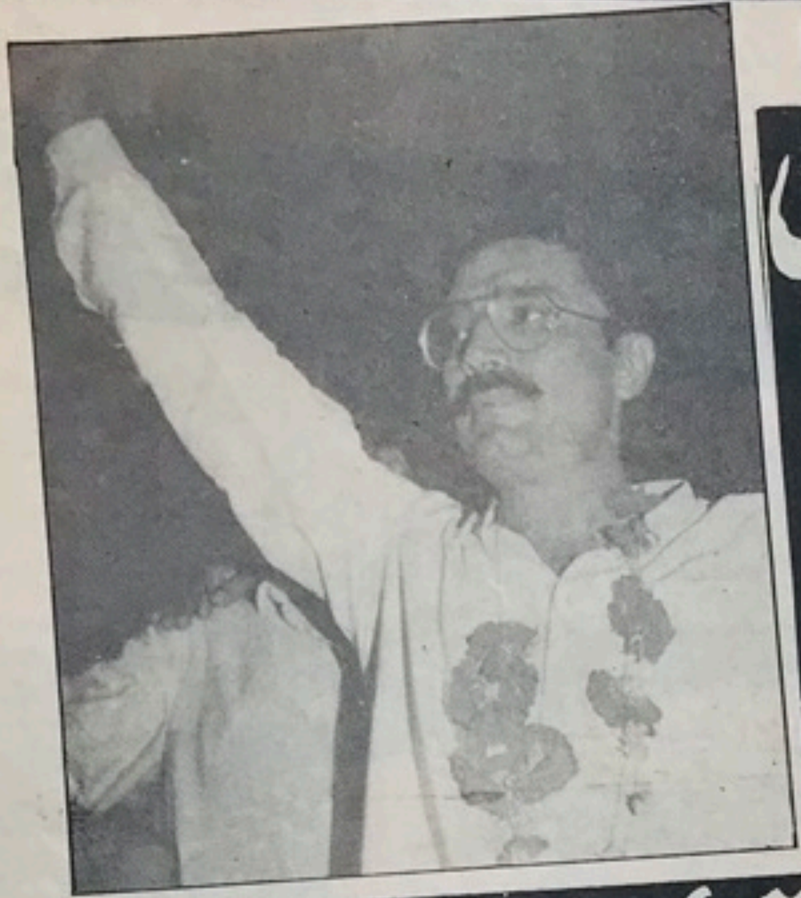

آصف زرداری کے خلاف مقدمات کے اصل حقائق کیا ہیں؟

کراچی لیاری سے موجودہ رکن قومی اسمبلی آصف علی زرداری نگران حکومت کی طرف سے قائم مقدمات کا سامنا کر رہے ہیں۔ قومی اسمبلی میں واحد رکن جو زیر حراست جیل میں بند ہیں۔ قارئین کے لئے دلچسپی کے لئے ہم آصف زرداری کی کہانی اقبال چمن کے مقدمات کی زبانی شروع کرتے ہیں۔ اقبال چمن کراچی کا معروف تاجر بلڈر رہے۔ جس کی شہرت ہرگز داغ دار نہیں۔ تعمیر مشرق اور چمن بلڈر کے نام

جب پولیس کو اپنی غلطی کا احساس ہوا تو...؟

آصف زرداری، محترمہ بینظیر بھٹو۔ نصرت بھٹو اور صنم بھٹو کا گروپ فوٹو

محترمہ بینظیر بھٹو کا شوہر ہونا آصف زرداری کا جرم ہے

سے اس کے کئی منصوبے کراچی میں بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ اقبال چمن کی اسی شہرت اور تجربے سے متاثر ہو کر آصف زرداری نے اُس کے ساتھ کئی

کا آغاز کیا تھا۔ مارشل لاء حکمران چاہتے تھے کہ محترمہ بے نظیر بھٹو غیر شادی شدہ رہیں۔ تاکہ اُن کے خلاف بہت سارے اسکینڈلز گھڑے جا سکیں۔ جب آصف علی زرداری نے محترمہ بینظیر

کیا انتقامی کارروائیاں کیں۔ اقبال چمن کی داستان سندھ ہائی کورٹ کے ریکارڈ میں پوری طرح محفوظ ہے۔ حکومت سندھ نے سب سے پہلے اقبال چمن کو ۱۲/۱۳ اگست کی درمیانی شب کو ایم۔ پی۔ او (M.P.O) کے تحت گرفتار کیا

تعمیراتی منصوبوں میں شرکت کی۔ جس میں دو اہم منصوبے بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ ایک منصوبہ کراچی کی مشہور ترین شاہراہ بندر روڈ پر واقع کیپری سینما کے عقب میں آصف اپارٹمنٹس کے نام سے گذشتہ کئی سالوں

کیا آصف زرداری کیساتھ مشترکہ کاروبار اقبال چمن کا قصور تھا

سے زیر تعمیر ہے۔ دوسرا منصوبہ کراچی کی سب سے اہم ترین جگہ یعنی کراچی جمخانہ، ایوارڈی ٹاور، گورنر ہاؤس، وزیر اعلیٰ ہاؤس اور ہوٹل میٹروپول کے قریب ترین انتہائی قیمتی جگہ پر ٹریڈ ٹاور کے

بھٹو کے ساتھ منگنی کر لی تو مارشل لاء کے بانی کو یہ منگنی ناگوار گزری۔ بدنیتی کی بنیاد پر مارشل لاء دور میں ان منصوبوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچنے کی اجازت نہ دی گئی۔ آصف علی زرداری کے ان منصوبوں کو نقصان پہنچانے کے لئے مارشل لاء حکمرانوں نے مختلف ہتھکنڈے استعمال کئے۔ تاہم پیپلز پارٹی کی حکومت قائم ہونے کے بعد زیر تعمیر ان منصوبوں پر کام شروع ہو گیا۔ یہ امر قابل ذکر ہے۔ ۶ اگست کو جب پی پی کی حکومت کو صدر غلام اسحاق خان نے ختم کیا تو سندھ کی نگران حکومت نے سب سے پہلا وار آصف علی زرداری اور اقبال چمن کے ان مشترکہ منصوبوں پر کیا۔ وہ این۔ او۔ سی جس کے تحت کئی منزلہ عمارات کا منصوبہ پایۂ تکمیل کو پہنچا تھا حکومت سندھ نے سیاسی اور انتقامی بنیادوں پر اُسے منسوخ کر دیا۔ جس کے نتیجے میں پریشانی اُن لوگوں کو بھی ہوئی ہے جنہوں نے ان تعمیراتی منصوبوں میں

یہ آرڈر جس مجسٹریٹ نے جاری کیا اُس آرڈر میں نہ الزامات کی تشریح تھی اور نہ ہی الزامات کے سلسلے

میں کوئی ثبوت دیا گیا تھا اس لئے ہائی کورٹ نے حکومت سندھ کے اس حکم کو ۲۱ اگست کو کالعدم قرار

مارشل لائی حکمرانوں کو آصف کی بینظیر بھٹو سے منگنی ناگوار گزری

نام سے مشہور و معروف ہے۔

یہ امر بھی قابل ذکر ہے۔ آصف علی زرداری نے محترمہ بے نظیر بھٹو کے ساتھ اپنی منگنی سے پہلے اقبال چمن کے ساتھ شراکت داری سے ان منصوبوں

اپنے نام دکانیں الاٹ کرائے ہوئے ہیں۔ اس کے لئے پیشگی رقم بھی دے چکے ہیں۔ اِسے اقبال چمن کی شومئی قسمت کہیئے آصف علی زرداری کے ساتھ تجارتی کاروباری شراکت داری کے معصوم گناہ میں ملوث ہونے کی بنیاد پر حکومت سندھ نے اُس کے ساتھ کیا

دے دیا۔ حکومت سندھ نے توقعات کے عین مطابق اقبال چمن کو ہائی کورٹ کے مطابق رہا نہ کیا۔ چنانچہ ۲۳ اگست ۱۹۹۰ء کو سندھ ہائی کورٹ میں اقبال چمن کی زوجہ مجیدہ عرف فاطمہ چمن نے اپنے شوہر کی غیر قانونی نظر بندی اور حبس بے جا کو چیلنج کر دیا۔ کراچی سی آئی اے

پولیس نے حکومت سندھ کی خواہشات کے عین مطابق اور عدالت عالیہ کو دھوکا دینے کی خاطر یہ کہانی گھڑی کہ اقبال چمن ایف آئی آر نمبر ۵۷/۸۹ میں ایک شخص سکندر مرہڑ والا کے اغوا کے کیس کے سلسلے میں زیر دفعہ ۳۶۵/A تعزیرات پاکستان کے تحت گرفتار کیا گیا ہے

عدالت میں پیش کر دی گئی۔ لیکن اُسے نیو ٹاؤن پولیس اسٹیشن میں درج شدہ ایک ایف۔ آئی۔ آر ۹۲/۹۰ میں گرفتار کیا گیا ہے۔ جو زیر دفعہ ۴۰۶ اور ۴۰۹ تعزیرات کے تحت تھی۔ اس ایف۔ آئی۔ آر میں اقبال چمن کا کسی جگہ بھی ذکر نہیں تھا۔ اقبال چمن کی زوجہ نے اپنے شوہر کی نظر بندی کو ایک آئینی درخواست کے ذریعے چیلنج کیا۔ لیکن سی آئی اے پولیس نے اقبال چمن کا ایک اقبالی بیان عدالت

کہ جب اقبال چمن کو جیل سے رہا کیا جانا تھا۔ تو سی آئی اے پولیس اپنی گاڑیوں میں اُسے اٹھا کر سی آئی اے سنٹر لے گئی۔ جہاں آصف زرداری کو سی آئی اے پولیس نے پہلے رکھا ہوا تھا۔

حکومت سندھ کو احساس ہو چکا تھا کہ مذکورہ ایف آئی آر نمبر ۴۹۲/۹۰ میں نہ اقبال چمن کا ذکر ہے اور نہ ہی آصف زرداری کا ذکر ہے۔ اس لئے ایک اور ایف آئی آر ۴۹۷/۹۰ نیو ٹاؤن تھانہ میں درج کروائی گئی۔ جس میں آصف زرداری اور قائم علی شاہ کا نام ایک زمین کی الاٹمنٹ کے سلسلے میں درج

کیا آصف زرداری واقعی جرائم میں ملوث ہے

اس کے لئے سی آئی اے مجسٹریٹ سے ریمانڈ بھی لیا گیا ہے۔ چنانچہ حبس بیجا کی درخواست ہائی کورٹ نے غیر مؤثر دے دی۔ حکومت سندھ کی بد دیانتی اُس وقت پوری طرح واضح ہو گئی۔ جب سی آئی اے پولیس نے دو ہفتے گزرنے کے بعد اقبال چمن کے خلاف کوئی چالان پیش کرنے کی بجائے ایک رپورٹ زیر دفعہ ۱۶۹ ضابطہ فوجداری پیش کی کہ اقبال چمن کے خلاف

کیا گیا۔ چونکہ قائم علی شاہ کی ضمانت منظور ہو چکی تھی اس لئے آصف علی زرداری کی ضمانت نامنظور ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ چونکہ عوام کو دھوکہ دینے کے لئے پاکستان ٹیلی ویژن پر یہ خبر نشر کی گئی کہ آصف کو انڈر کیس میں گرفتار کیا گیا ہے۔ مذکورہ ایف۔ آئی۔ آر میں حکومت سندھ کے پاس آصف علی زرداری کے خلاف کوئی گواہ نہیں ہے۔

حکومت سندھ آصف سے کیا چاہتی ہے

کوئی ثبوت فراہم نہیں ہو سکا۔ اور اُسے ۹/۹۰ کو رہا کر دیا گیا تھا۔ اور پھر ایک اور ایف آئی آر ۵۱۸/۹۰ میں گرفتار کیا گیا تھا۔ گرفتاری کی تاریخ ۹/۹/۹۰ لکھی گئی۔ اس طرح ۹/۹۰ سے لے کر ۹/۹ تک اقبال چمن کو غیر قانونی طور پر حبس بیجا میں رکھا گیا۔ لیکن جب آئینی درخواست میں اقبال چمن کی مذکورہ زوجہ نے نظر بندی کو چیلنج کیا تو اس درخواست کو بھی غیر مؤثر قرار دلوانے کے لئے پولیس نے سابقہ حربہ استعمال کیا کہ مذکورہ ملزم کو اس دوسرے مقدمے میں بھی بے گناہ پایا گیا ہے اور اس سلسلے میں ۱۶۹ ضابطہ فوجداری کی رپورٹ مذکورہ

میں پیش کیا کہ اُس نے آصف زرداری کو دو پلاٹوں کی الاٹمنٹ کے سلسلے میں دو کروڑ روپے دیئے تھے۔ ایک اور پلاٹ کے سلسلے میں ۷۰ لاکھ دیئے تھے۔ حیرت اور لطف کی بات یہ ہے کہ مذکورہ ایف۔ آئی۔ آر میں بھی آصف زرداری کا کہیں نام نہیں۔ پولیس کو جب اس غلطی کا احساس ہوا۔ تو انہوں نے اس کیس میں بھی اقبال چمن کے سلسلے میں پہلے کی طرح ایک رپورٹ زیر دفعہ ۱۶۹ ضابطہ فوجداری کورٹ میں جمع کروائی لیکن شام

ایک معزز تاجر کے ساتھ حکومت سندھ کی سیاسی بنیادوں پر زیادتی سے حکومت تاجر برادری میں بدنام ہوئی ہے۔ اقبال چمن کے ساتھ کی گئی انتقامی کارروائیوں کے نتیجے میں یہ بات بالکل واضح طور پر سامنے آ چکی ہے۔ کہ حکومت سندھ نے آصف علی زرداری کے خلاف اقبال چمن کو استعمال کرنے کی ناکام کوشش کی ہیں۔

(باقی آئندہ شمارے میں)

اسلامی انقلاب ایران کی سالگرہ پر خصوصی اشاعت

پاکستان میں ایران کے سفیر عزت مآب جواد منصوری اور لاہور میں

کونصلیٹ جنرل محترم المقام آغا علی قمی کے خصوصی پیغامات

محترم پاکستانی بہن بھائیو! السلام علیکم!

۱۲ سال پہلے آج ہی کے دن اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور اسلامی انقلاب کے عظیم قائد اور اسلامی جمہوریہ کے بانی حضرت امام خمینیؒ کی بصیرت افروز قیادت اور ہمارے غیور مسلمان عوام کی قربانیوں کے نتیجہ میں ایران میں قربانیوں اسلامی انقلاب برپا ہوا۔ در حقیقت یہ فتح حق کی باطل پر کامیابی ہی تھی کہ اس ملک سے شاہی نظام کا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو گیا۔ اسلامی انقلاب ایران کی کامیابی کے لئے زندگی کے تمام شعبوں سے تعلق رکھنے والوں نے مل جل کر کام کیا اور ہر شخص کی خواہش تھی کہ وہ ایثار قربانی کے لحاظ سے کسی کے پیچھے نہ رہ جائے۔ پھر عوام کی وحدت کا اصل مرکز امام خمینیؒ کی ذات تھی، انہوں نے جو حکم دیا عوام نے عمل کے ذریعہ کر دکھایا۔ بالآخر انقلاب اسلامی ایران کو عالمی سطح پر کامیابی ہوئی۔

اسلامی انقلاب نے ثابت کر دیا کہ انسانی عظمت کا تحفظ ہی اسلامی اقدار کے احیا میں ہے۔ بحمد اللہ ایران نے ہر شعبہ حیات میں ترقی کی ہے اور ترقی کا عمل مزید جاری وساری ہے۔ ایران کی داخلہ و خارجہ پالیسی اسلام اور ملک و قوم کی خدمت اور مستضعفین کی مدد اور حمایت پر مبنی ہے اس لئے ایران جب بھی کوئی قدم اٹھاتا ہے تو یہ تمام مقاصد اس کے پیش نظر ہوتے ہیں۔ ہماری دعا ہے اللہ تعالیٰ اسلامی انقلاب ایران کو مزید کامیابیوں سے ہمکنار کرے اور امام خمینیؒ کا لگایا ہوا پودا تا قیامت لہلہاتا رہے اور خداوند کریم اسلام کو کفر پر غلبہ عنایت فرمائے اور مسلمانوں کو فتح و نصرت سے ہمکنار کرے۔

(والسلام جواد منصوری سفیر جمہوریہ ایران)

اگر انقلاب اسلامی ایران کو انسانی تاریخ میں ایک اہم موڑ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ ۱۵ویں صدی میں ہسپانیہ کے سقوط کے ساتھ ہی مسلم ممالک کی سیاسی اور فوجی طاقت میں زوال آگیا پھر یورپ میں صنعتی انقلاب اور موجودہ صدی میں دو عالمی جنگوں کے بعد ایسی صورتیں ابھریں جن کے مقاصد مسلمانوں پر تسلط حاصل کرنا اور اسلامی حکومتوں کا استحصال تھا نظریاتی سطح پر اشتراکیت بظاہر اور نظام سرمایہ داری استعماری حربوں سے اسلام کے مقابل اکھڑا ہوا تھا مگر انقلاب اسلامی ایران نے ان سارے لوٹ کھسوٹ کرنے والوں کا حساب کتاب درہم برہم کر دیا اور اشتراکیت، سرمایہ داری، سیکولرازم وغیرہ کے مدعیوں کے تمام بوچ افکار و نظریات کو ناکارہ بنا دیا۔

> انقلاب اسلامی ایران، اسلامی نظریات کی قوت، عوام کی وحدت اور امام خمینیؒ کی باکمال قیادت سے پروان چڑھا اور خون پر تلوار کی کامیابی کو نمایاں کر دیا، پرانے استبداد کو منقلب کیا اور مشرق و مغرب کی سپر طاقتوں سازشوں کو ناکام بنا دیا۔

ایران میں تحریک اسلامی کے برپا ہونے سے پہلے دنیا کو تین حصوں یعنی مغرب، مشرق اور تیسری دنیا میں تقسیم کیا ہوا تھا تو آج "اسلامی دنیا" نے بھی سیاسی لحاظ سے اپنا مقام پیدا کر لیا ہے دنیا میں بہت بڑی تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں اور ہو رہی ہیں۔ یہ سب کچھ انقلاب اسلامی ایران کی برکتوں کا نتیجہ ہے یہی وجہ ہے کہ آج بڑی طاقتوں کے مقابلے میں دنیا کی مجبور و مقہور قومیں صف آرا ہو گئی ہیں اور اس حقیقت کو پہچان گئے ہیں کہ صحیح معنوں میں زمین خدا کے وارث وہی ہیں۔

اسلامی جمہوریہ ایران نے ۸ سالہ جنگ برداشت کر کے اپنی خود مختاریت، استقامت اور شجاعت کو دنیا والوں پر ثابت کیا ہے اور آج ایک ایسی آزاد پالیسی جس کی اساس اسلامی اقدار پر ہے پر عمل پیرا ہے۔

- دوسرے ممالک سے برابری کی بنیاد پر روابط قائم کرنا۔
- ہر قسم کے غیر ملکی سیاسی تسلط کو نامنظور کرنا۔
- دنیا کے محروموں اور پسماندہ قوموں کی حمایت کرنا
- اور جنوبی افریقہ کی نسل پرست حکومت کے خلاف

جد وجہد، ایران کی خارجہ سیاست کے مسلم اصولوں میں شامل ہیں اگرچہ ایران اور عراق کے درمیان آمد و رفت کا سلسلہ شروع ہوا ہے مگر کویت کے مسئلے پر عراق کی جارحانہ پالیسی اور علاقے میں بیرونی افواج کی موجودگی دونوں ہی کی ایران نے مذمت کی ہے موجودہ بحران میں ایران کی مسلسل یہ کوشش رہی ہے کہ خلیج فارس میں استعماری طاقتوں کے اجتماع اور ان کے حقیقی مقاصد کو آشکار کرے اور ان مقاصد کے خلاف جد وجہد کرے خدا کے فضل و کرم سے ایران اس وقت زندگی کے مختلف شعبوں میں مضبوط و مستحکم ہو چکا ہے اور ملک کے ترقیاتی منصوبوں پر کام بڑی تیزی سے جاری ہے۔

امید ہے اللہ تعالیٰ کی نصرت اور مسلم عوام کی محبت سے ایران اپنے تمام پروگراموں میں کامیاب و کامران ہوگا اور ایران کی عظیم قوم حضرت امام زمانہ (ع) اور شہدائے اسلام و انقلاب کے سامنے سرخرو ہوگی۔

امسال انقلاب اسلامی ایران کا پہلا عشرہ اور ۲۷ رجب جو پیغمبر اکرمؐ کی بعثت کا دن ہے اور ۱۳ رجب یوم علی مرتضیٰؑ ایک ہی ہفتہ میں واقع ہو رہے ہیں اس مبارک موقع پر اسلام کی سربلندی اور مسلمانوں کی کامیابی اور پاکستان و ایران کے دوستانہ روابط کے استحکام کی دعا کرتا ہوں۔

والسلام ... علی قمی قونصلیٹ جنرل آف ایران لاہور

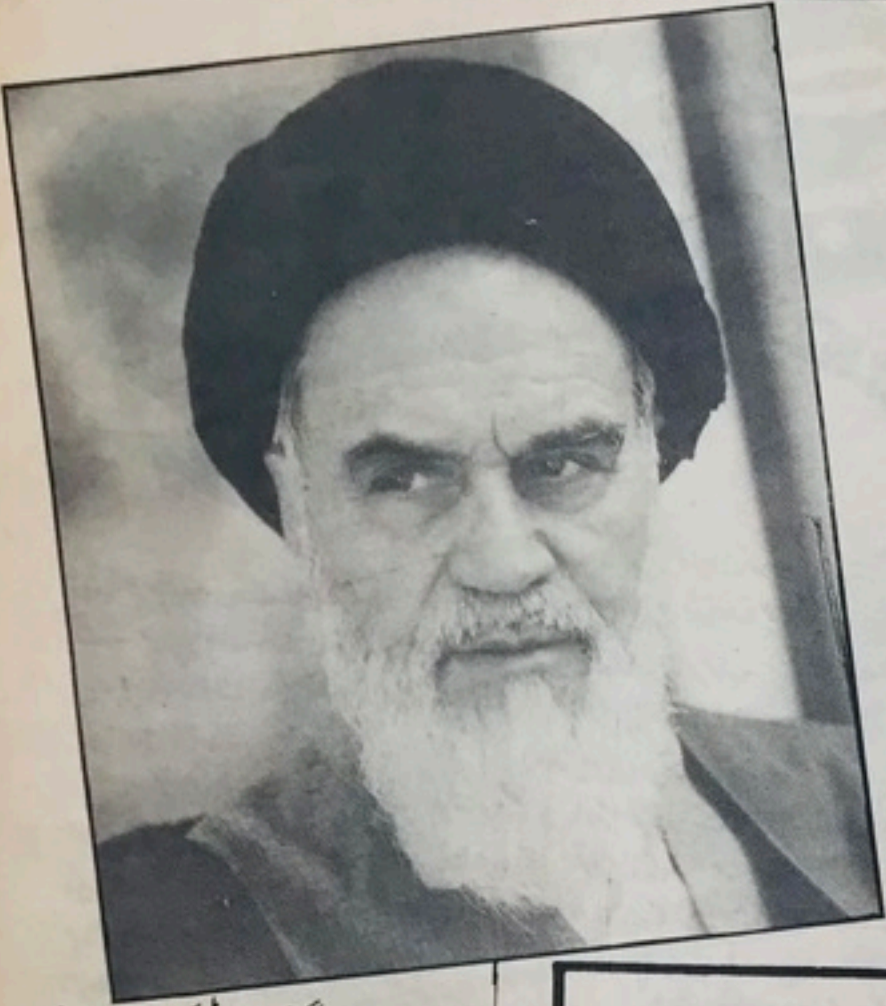

۱۱ فروری

ایک نئے دور کا آغاز

آج گیارہ فروری کو ایران میں ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔ شہنشاہیت ختم ہو گئی اور اسلامی عدل و انصاف پر مبنی ایک نیا دن شروع ہوا۔ رہبر کبیر امام خمینی کی قیادت میں یہ اسلامی انقلاب برپا ہوا۔ جس نے نہ صرف ایران بلکہ پوری دنیا کے کمزور اور پسماندہ لوگوں کو جو ظلم و جور کی چکی میں پس رہے تھے کو ایک نیا جذبہ عطا کیا۔ بلاشبہ یہ انقلاب لاکھوں شہیدوں کا خون لاکھوں بیواؤں کا سہاگ اور لاکھوں ماؤں کی گود اجاڑ کر وقوع پذیر ہوا لیکن اس خون کی تابناکی آئندہ آنے والی ایرانی نسل کو ایک نیا راستہ دکھا گئی۔ انصاف اور عدل کا راستہ جہد مسلسل کا راستہ اور ہر طاقتور ظالم کا سر کچلنے کا راستہ ایرانی قوم کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس نے کبھی کسی غیر قوم کی غلامی قبول نہیں کی۔ شہنشاہیت کے روپ میں سامراجی اور طاغوتی طاقتیں ایران کے مظلوم عوام کے حقوق کو پامال کر رہی تھیں۔ انہوں نے شہنشاہ ایران کو طاقت کے انتہائی عروج پر پہنچا دیا تھا۔ ایران جو استبداد کی تاریکی میں ڈوب رہا تھا۔ اس عالم میں اک مرد حق انقلاب کا پرچم لے کر اٹھ کھڑا ہوا۔ یہ شخصیت رہبر انقلاب اسلامی امام خمینی کی تھی مسلسل جد وجہد سے انہوں نے شہنشاہیت کے جبر و استبداد کے بت کو پاش پاش کر دیا۔ انہوں نے پوری دنیا کے ظالم اور متکبر حکمرانوں کو بے نقاب کر دیا۔

یکم فروری کو تہران میں امام خمینی کی آمد پر سارا شہران کے استقبال کو امنڈ آیا۔ ہر طرف لبیک یا خمینی کے نعرے تھے۔ آخر کار باطل کو جھکنا پڑا اور حق غالب آگیا۔ گیارہ فروری ایران کے لئے ایک نئی صبح لیکر طلوع ہوا۔ انقلاب کی صبح مظلوموں کی فتح کی صبح ایران کے ذرے ذرے سے اسلام کی خوشبو کی مہک کے ساتھ دنیا کے نقشہ پر ایک مکمل اسلامی ریاست وجود میں آگئی گزشتہ بارہ سال میں اس انقلاب کی کامیابی نے تمام دنیا کے حریت پسندوں اور مسلمانوں کو تقویت دی اگرچہ اس اثنا میں ملت ایران پر کئی سانحے گزرے لیکن انقلاب روز بروز مائل بلندی ہے۔ آٹھ سال کی ٹھونسی ہوئی جنگ سے برباد شدہ علاقوں کی بحالی ایک بہت بڑا کارنامہ ہے کئی دیہات اور شہر صفحہ ہستی سے ناپید ہو گئے تھے۔ لیکن فرزندان انقلاب نے انہیں دوبارہ آباد کر لیا ہے اور وہاں زندگی قوت سے جاری و ساری ہے۔ ایران کے ہی انقلاب کا اثر ہے کہ آج روس کے مسلمان اپنا شرعی فطری اور انسانی حق مانگنے کے لئے ٹینکوں اور توپوں کے سامنے آگئے ہیں۔ رومانیہ اور پانامہ کے غیر معمولی حالات اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ اس وقت دنیا ایک عالمی اور بہت بڑے انقلاب سے ہمکنار ہونے والی ہے۔

دیوار برلن کے ٹوٹ جانے سے بھی اشتراکیت کی بنیادوں میں شگاف پڑ چکا ہے۔ بہرکیف عالمی تجزیہ نگاروں نے جب بین الاقوامی سطح پر ہونے والی تبدیلیوں کا انقلاب ایران کو سب سے بڑا محرک قرار دیا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اس انقلاب کو لانے کے لئے ایرانی رہنماؤں اور ایرانی قوم کو آگ اور خون کے سمندر سے گزرنا پڑا۔ پھر انہوں نے عراق کی طرف سے مسلط کردہ آٹھ سالہ جنگ میں جو استقامت اور بہادری کا ثبوت دیا وہ اپنے مقام پر مثالی حیثیت رکھتی ہے۔

ایران کو سب سے بڑی کامیابی یہ ہوئی کہ اسلامی انقلاب نے روحانی لحاظ سے دنیا کی اسلامی تحریکوں کا مرکز و محور بن چکا ہے۔ اسلئے آج دنیا کے مسلمانوں میں وحدت کا رجحان بڑھ گیا ہے اور پوری دنیا استعمار کے ناجائز تسلط سے نجات حاصل کرنا چاہتی ہے۔ حالیہ چند ہفتوں سے شمالی افریقہ سے لیکر جنوبی ایشیا تک عوامی تحریکوں کا سلسلہ زور پکڑ چکا ہے مسلمانوں میں انقلابی لہر دوڑ چکی ہے اس کے نتائج ضرور اچھے نکلیں گے ہمیں امید ہے کہ انقلاب تڑپتے، سسکتے اور روتے ہوئے انسانوں کیلئے ایک امید اور سہارا ثابت ہوگا۔

ایران کے اسلامی انقلاب میں عورت کا کردار

امام خمینی کے کہنے کے مطابق مسلمان عورت کے کندھوں پر انسان سازی کی ذمہ داری ہے اسلئے اسے چاہیئے کہ اسلامی انقلابی نظریات اور عورت ہونے کی اعلیٰ اقدار سے مسلح ہو"۔

اسلام میں عورت پر مرد سے زیادہ عنایات ہیں اور اس تحریک میں عورت کے حقوق مردوں سے زیادہ ایک عورت شجاع اور دلیر مردوں کو اپنے دامن میں پرورش دیتی ہے۔ جس طرح قرآن کریم انسان ساز ہے اسی طرح عورت بھی انسان ساز ہے۔ اگر شجاع اور انسان ساز عورت کو ایک قوم میں سے نکال لیا جائے تو وہ قوم شکست اور تباہی سے دوچار ہوگی (امام خمینی)

ایران کا اسلامی انقلاب اس کے شہیدوں کا سرخ اور پاک خون اس معاشرے کی ناچاقیوں کو دھو دے گا اور اس کی بنیادوں اور اقدار میں گہری اور وسیع تبدیلیاں لائے گا۔ حقیقی اور سچی قدریں پیدا ہوں گی اور گندگی دور ہو جائے گی اور ایک انسان اپنے حقیقی مقام پر کھڑا ہوگا اور نیا جنم لے گا۔ لیکن ان سب کے درمیان عورت ایک عظیم مقام رکھتی ہے۔ تاریخ اسلام کے آغاز سے ہر لمحے میں عورت پر افتخار ہے۔

سب سے پہلا فرد جو کہ دائرہ اسلام میں داخل ہوا ایک عورت تھی "حضرت خدیجہؓ" اسلام کا سب سے پہلا فرد جو شہادت کے درجے کو پہنچا ایک عورت تھی "حضرت سمیعہؓ" تنہا ایک ہستی کہ حج کے دوران جس کی قبر کا طواف کیا جاتا ہے ایک عورت حضرت ہاجرہؓ۔ تاریخ اسلام کے بطن سے اکثر عظیم عورتوں نے جنم لیا۔

انگریزی امپریلزم نے ایران کی مرکزی حکومت اور حاکم لوگوں پر اپنا تسلط جمانے کے بعد ماڈرنزم اور سیکولرزم کے ذریعے اس نے لوگوں کے بنیادی عقائد کو متزلزل کرنے کی کوشش کی تاکہ معاشرے پر ہر طرح سے تسلط جمانے اور اپنا غلام بنانے کے لئے تیار کریں۔ پردے کے خاتمے کے حکم کا اوّلین مقصد اپنا اقتصادی فائدہ اور لوگوں میں اپنے طرزِ زندگی کا رواج پیدا کرنا تھا۔ اور مسلمانوں کے درمیان پرانی اور خاندانی قوانین میں تشخص پیدا کرنا تھا۔ لوگوں کے ایمان پر کامل یقین کی وجہ سے اس کو ناکامی سے دوچار ہونا پڑا۔

ایران کے اسلامی انقلاب کو عورتوں کی حیرت انگیز شرکت نے کامیاب بنایا۔ انقلاب نے عورت کو اس کا اصل مقام دیا اور یہ اسلامی جمہوریہ ایران کے شہیدوں کا خون بہا تھا۔ اس نے حقیقی اسلام کو نافذ کیا اور اس مقصد کے لئے جو اقدامات کئے جا رہے ہیں انشاء اللہ یہ معاشرے میں حیرت انگیز اثرات چھوڑیں گے۔ ان میں سب سے اہم قدم عورتوں کے لئے جز وقتی کام کرنا ہے۔ سرمایہ داری نظام کی کوشش تھی کہ عورت کو معاشرے میں مکمل طور پر مصروف کر دیں اور وہ اپنی اصلی ذمہ داری یعنی اپنے بچوں کی پرورش اور تربیت کو پوری طرح سے انجام نہ دے سکے اور ایسی ہی عورتوں کو انہوں نے اپنے فائدے کے لئے استعمال کیا اور اپنی حرص کا نشانہ بنایا۔ اسی طرح اسلامی جمہوریہ حکومت نے عورتوں کیلئے ایسا قانون بنایا کہ وہ گھر سے باہر مفید کام بھی انجام دے سکیں۔ اور اس کے خاندان کو بھی اس سے کوئی نقصان نہ ہو۔ اور اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے معاشرے کے لئے فعال کردار ادا کرے۔ ہماری نظر میں اسلامی مجلسِ شوریٰ کا یہ اقدام معاشرے کی حالت بدلنے کے لئے اور اس میں موثر تبدیلیاں لانے کے لئے بہترین قدم ہے اور یہ اقدام ایک آئیڈیل اسلامی معاشرے کی طرف ہماری رہنمائی کریں گے۔ یہ حقیقت مسلّم ہے کہ زیادہ کام عورت کو اپنی نسوانی اور مادی ذمہ داریوں سے دور کر دیتا ہے۔ ایک عورت جو تمام دن گھر سے باہر کام کرتی ہے اپنی مادی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے قابل نہیں رہتی۔ ممکن ہے کچھ شر پسند اور اسلام مخالف اسلامی جمہوریہ کے اس قدم کو عورت کو معاشرے سے خارج کرنے کے مترادف خیال کریں اور اس میں بھی شک نہیں کہ اسلامی جمہوریہ کے درد مند دل رکھنے والے عہدیداروں نے جو اقدامات کئے ہیں، استعماری طاقتوں اور ان کے آلہ کاروں نے ان کو ختم کرنے اور رد کرنے کی کوشش کی لیکن ایک مدت کے بعد یہ ثابت ہو جائے گا کہ ان اقدامات نے معاشرے میں موثر اثرات چھوڑے ہیں۔

ایران کا اسلامی انقلاب ہر چیز سے زیادہ مسلمان عورتوں کی جدوجہد کا مرہونِ منت ہے اور امام نے بھی چند بار اس بات کا ذکر کیا ہے کہ عورتیں معاشرے کو دوبارہ بنانے کے لئے ہمارے ساتھ شریک ہوں۔ اسی وجہ سے مجلس کے یہ اقدامات قابل ذکر ہیں۔ انقلاب کی کامیابی کے بعد عورتوں کی ہر میدان اور ہر محاذ پر موجودگی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور کے اسلامی معاشرے میں مسلمان عورتوں کی موجودگی کی یاد دلاتی ہے ایسی عورتیں جو کہ اپنے مردوں کو محاذِ جنگ پر جانے کیلئے جوش دلاتیں اور خود اجتماعی کاموں کو انجام دیتی تھیں اور اس دور میں بھی ہم ایسی ہی عورتوں کے گواہ ہیں جو کہ خاندانی ذمہ داریوں کے علاوہ

باقی صفحہ ۱۴ پر

پاک ایران تعلقات

پاکستان اور ایران کے مابین دو برادر مسلم کے شایانِ شان روایتی، پرجوش اور دوستانہ تعلقات موجود ہیں۔ دونوں ممالک کے عوام کے مابین صدیوں پرانے ثقافتی، سیاسی اور مذہبی تعلقات کے باعث ایران اور پاکستان کے دو طرفہ تعلقات کو تقویت ملی ہے۔ گزشتہ کئی سالوں سے دونوں ممالک کے درمیان اقتصادی تعلقات کی مزید راہیں کھلی ہیں۔ ایران اور پاکستان کے مابین دو طرفہ سطح پر اقتصادی تعلقات پاک ایران مشترکہ وزارتی کمیشن اور اقتصادی تعاون تنظیم کے ذریعے باقاعدہ شکل اختیار کر گئے ہیں دونوں ممالک میں باہمی تعلقات کے فروغ اور مزید مستحکم کرانے کے لئے متعدد بار وفود کے تبادلے کئے گئے ہیں اور اس کی وجہ ایک یہ بھی ہے کہ دنیا کے کئی حصوں میں غیر معمولی تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں۔ مسلسل رابطوں کے ذریعے خلیج، افغانستان اور کشمیر جیسے مسئلوں پر ایک دوسرے کے نقطۂ نظر سے متعلق بہتر مفاہمت کی فضا پیدا ہوئی ہے

دونوں ممالک نے بین الاقوامی فورموں میں ایک دوسرے کے ساتھ قریبی تعاون کیا ہے۔

پاکستان کی جانب سے ایران کے اعلیٰ سطحی دوروں سے پاک ایران تعلقات کو مزید مستحکم بنانے اور مشترکہ مفاد اور دلچسپی سے متعلق علاقائی اور بین الاقوامی مسائل پر اپنے موقفوں میں ہم آہنگی پیدا کرنے کا موقع ملا ہے ایران کے صدر خامنائی نے جنوری ۱۹۸۷ء میں پاکستان کا دورہ کیا تھا جس سے دونوں ممالک کے درمیان مزید مستحکم ہوئے تھے صدر پاکستان نے جون ۱۹۸۹ء میں مرحوم امام خمینی کی تدفین میں شمولیت کے لئے ایران کا دورہ کیا بعد میں وفاقی وزیر تجارت کی سربراہی میں ایک ۷ رکنی وفد نے مرحوم امام خمینی کے چہلم میں شرکت کی جس کو ایرانیوں نے بہت سراہا۔ سابق وزیراعظم نے مئی ۱۹۹۰ء میں ایران کا دورہ کیا۔ ہمارے وزرائے خارجہ باہمی تعلقات اور بین الاقوامی صورت حال کے پیش نظر متعدد بار مشاورت کے لئے ملاقات کر چکے ہیں۔ ان دوروں کے باعث اچھے تاثرات کو فروغ ملا ہے اور دونوں ممالک کے مابین سود مند تعاون کو تقویت ملی ہے ایرانی وزیر خارجہ نے حال ہی میں جنوری ۱۹۹۱ء میں پاکستان کا دورہ کیا ہے تاکہ

باہمی تعلقات کو مزید فروغ مل سکے اور خطے میں غیر معمولی واقعات کا مل بیٹھ کر جائزہ لیا جا سکے۔ ایران کے وزیر خارجہ کے حالیہ دورہ پاکستان سے ترکی، ایران اور پاکستان کے وزراء خارجہ کی سہ طرفہ مشاورت کے دوسرے دور کے انعقاد کا موقع ملا ہے کیونکہ موخر الذکر نے دو طرفہ دوروں کے سلسلے میں اس وقت پاکستان آنا تھا۔

ایران، پاکستان پارلیمانی گروپ

ایرانی پارلیمنٹ میں ایران پاکستان دوستی گروپ کی تشکیل

بھی ایک اہم پیش رفت ہے ۳۲ بانی ممبران پر مشتمل یہ گروپ ۱۹۸۷ء میں تشکیل دیا گیا جو کسی بھی پارلیمانی گروپ میں یہ سب سے بڑا گروپ ہے اسی طرح پاکستان کی قومی اسمبلی میں بھی ایک سو سے زائد ممبران قومی اسمبلی کی مجوزہ رکنیت سے ایک پاک ایران پارلیمانی گروپ وجود میں آیا اس کی موجودہ ممبر شپ تیس ہے۔

پاکستان ایران مشترکہ وزارتی کمیشن

دونوں ممالک میں اقتصادی اور تجارتی تعاون کے متعلق شعبوں کی نشاندہی کے لئے ایک کارآمد ادارتی ڈھانچہ فراہم کرنے کے لئے ۱۹۸۶ء میں پاک ایران وزارتی کمیشن قائم کیا گیا۔ جو دونوں ممالک کے نمائندوں کی جانب سے کئے

گئے فیصلوں پر عمل درآمد کا وقفے وقفے سے جائزہ لیتا ہے اور نگرانی بھی کرتا ہے مشترکہ وزارتی کمیشن زراعت دیہی ترقی فشریز، قدرتی وسائل اور صنعت کے شعبوں میں وسیع تر تعاون کے لئے ایک طریقہ کار فراہم کرتا ہے دونوں ممالک کے شہریوں کی آمدورفت کو سہل بنانے کے لئے مشترکہ وزارتی کمیشن نے ایک ایسا طریقہ کار وضع کیا ہے جس سے ان کے وقت کسٹم قوانین میں نرمی حاصل کی جا سکے دونوں ممالک کا مقصد اقتصادی اور تجارتی تعاون کے دائرہ کار کو وسیع کرنا ہے تاکہ انہیں قریبی سیاسی تعلقات سے ہم آہنگ کیا جا سکے ایران کے ساتھ ہماری تجارت کو پاک ایران مشترکہ وزارتی کمیشن کے تحت باقاعدہ بنا دیا گیا ہے بالاخر ہماری دوطرفہ تجارت کے دائرہ کار میں دن بدن اضافہ ہوتا جا رہا ہے ایران سے پاکستان کی درآمدات ۸۹-۸۸ ۱۹ء کے ۵ ء ۷ ملین ڈالر کی نسبت ۹۰-۱۹۸۹ء کے دوران ۹۰ ملین ڈالر ہو گئی ہے۔ اس لئے موجودہ مالی سال کے دوران تجارتی توازن پاکستان کے حق میں چلا گیا ہے ماضی میں ایران

تہران شہر کا ایک منظر

میں پاکستانی برآمدات کی اہم اشیاء میں چاول، عمدہ چینی، چمڑا اور چمڑے کی مصنوعات، سوتی کپڑے اور ترپال اچھے وغیرہ ہیں پاکستان سے ایرانی درآمدات کے لئے آئٹم پٹرولیم، پھل اور سلفر سمیت سرحدی تجارتی معاہدے کے تحت مختلف اشیاء شامل ہیں۔

مارچ ۱۹۸۹ء میں منعقد چوتھے مشترکہ وزارتی کمیشن کے اجلاس کے دوران دونوں ممالک کی طرف سے ۲۰۰ ملین ڈالر سالانہ تجارت کے سمجھوتے کی یادداشت پر دستخط کئے اسلام آباد میں مئی ۱۹۹۰ء میں پانچویں مشترکہ وزارتی کمیشن کے انعقاد کے دوران باہمی اقتصادی تعاون میں فروغ اور تجارتی تبادلے کے دائرہ کار کو بڑھانے کے لئے جامع اور وسیع تر ذرائع اختیار کرنے ... گئی ہے۔

ثقافتی اور تعلیمی تعلقات

پاکستان اور ایران کے مابین ثقافتی تعلقات کو ۱۹۵۶ء میں ثقافتی معاہدے کے ذریعے ایک باقاعدہ شکل دی گئی تھی۔ اور وقتاً فوقتاً ثقافتی تبادلے کے پروگرام پر دستخط کر کے تجدید کی جاتی رہی ہے پاکستان میں ایک ایرانی دستکاری نمائش کا اہتمام کیا گیا اور آثار قدیمہ اور عجائب گھر کے شعبہ میں ایک تین رکنی ایرانی ماہرین کی ٹیم نے ستمبر ۱۹۸۷ء میں پاکستان کا دورہ کیا۔

دونوں ممالک کے درمیان تعلیمی تعاون وسیع تر ثقافتی تعاون کے معاہدے کا حصہ ہے معاہدہ دونوں ممالک کی یونیورسٹیوں کے درمیان تعاون، پروفیسروں اور دانشوروں کے تبادلے، سیمینارز، نمائشوں اور سمپوزیم کے انعقاد اور دونوں ممالک کے طلبہ کو وظائف کی فراہمی پر مشتمل ہے ۱۹۵۶ء میں تہران یونیورسٹی میں اردو اور مطالعہ پاکستان کا شعبہ قائم کیا گیا تھا اور ۱۹۸۷ء میں نظرثانی کی گئی۔ پاکستان نے ایران کے لئے فنی تعاون کے پروگرام کے تحت ۸ وظائف مختص کیں۔ اس وقت ۲۰۰ سے زائد ایرانی طلبہ سیلف فنانس کی بنیاد پر پاکستان کے مختلف تعلیمی اداروں میں زیر تعلیم ہیں۔ ۹۰-۱۹۸۶ء کے دوران ۵۰ ایرانی طلبہ کو وظائف بھی دیئے گئے۔

MANUFACTURERS & SUPPLIERS

Of All types of Cotton textiles and textile articles:-

Bedding Clothing, Dressing Material, Hospital Garments, Uniforms of Armed Forces. Towels, Bed Sheets, Blankets Wollen, K.T. Cloth, Febron etc.

for business dealings contact:

M/S Al-Qadri Trading Corporation (Regd)

P.O. Box No. 2441, G.P.O.
6th Floor Aiwan-e-Auqaf.
Shahrah-e-Quaid-e-Azam
Lahore, Pakistan.
Phone: 54729

بقیہ
اسلامی انقلاب میں عورت کا مقام

انقلاب کی کامیابی کے لئے دوسرے میدانوں میں بھی فعال کردار انجام دیتی ہیں۔ اس کے علاوہ "جہاد سازندگی" کے ادارے کے ساتھ مل کر ملک کی ترقی اور از سر نو تعمیر کے لئے کام کر رہی ہیں۔ اب پارٹ ٹائم کام کی وجہ سے عورتیں پہلے سے زیادہ اور بہتر طریقے سے انقلاب کی خدمت کر سکیں گی اور اب وہ دونوں میں سے ایک کام یا گھر یا دفتر کے کام کو چھوڑنے پر مجبور نہ ہوں گی اور اپنی بہترین صلاحیتوں سے معاشرے کے لئے کام انجام دیں گی۔

جمعیت علماء اسلام فضل الرحمان گروپ کے مانسہرہ سے رکن قومی اسمبلی ممتاز مذہبی و سیاسی شخصیت

عالم زیب خاں

سے انٹرویو

شاہراہ ریشم کے کنارے واقع خوبصورت وادی تھاکوٹ میں ایک ایسا ہر دلعزیز باعمل درویش منش مسلمان مقیم ہے جو سیاسی و دنیاوی اعتبار سے سب کچھ ہوتے ہوئے بھی نہایت سادگی اور کفایت شعاری سے پرسکون زندگی بسر کر رہا ہے۔ اسلام کے شیدائی جمہوریت کے داعی اس مرد مجاہد کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ انتہائی ملنسار، خوش اخلاق، مہمان نواز خلق خدا کی بے لوث خدمت کا درد دل رکھنے والا انسان اپنے علاقے میں بے حد مقبول ہے۔ سیاسی اعتبار سے اس بچے اور کھرے شخص کو عالم زیب خاں کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ آپ نے سیاسی زندگی کا آغاز بلدیاتی سیاست سے کیا۔ بالترتیب ڈسٹرکٹ کونسل کے ممبر، وائس چیئرمین منتخب ہوئے۔ حالیہ الیکشن ۱۹۹۰ء میں جمعیت علماء اسلام فضل الرحمان گروپ کے ٹکٹ پر واضح اکثریت سے کامیاب ہوئے۔ بحیثیت رکن اسمبلی اپنے علاقے کی مؤثر نمائندگی کر رہے ہیں۔ قارئین کی دلچسپی کے لئے انٹرویو کا آغاز کرتے ہیں۔

سوال:۔ ہم آپ کی شخصیت کے بارے میں جاننا چاہتے ہیں کہ آپ نے اس زندگی کے سفر کا آغاز کب اور کہاں سے شروع کیا۔

جواب: جناب صدیق القادری صاحب سب سے پہلے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے میرے انٹرویو کیلئے زحمت فرمائی۔ اپنے بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں زمیندار خاندان سے تعلق رکھتا ہوں میرے والد ایوب خاں کے دور سے لے کر ۱۹۷۶ء تک چیئرمین یونین کونسل رہے یہ سمجھیں کہ سیاست مجھے ورثے میں ملی میں ۱۹۴۶ء میں تھاکوٹ تحصیل بٹگرام ضلع مانسہرہ میں پیدا ہوا میٹرک تک تعلیم گورنمنٹ ہائی سکول ایبٹ آباد میں حاصل کی۔ مذہبی تعلیم شیخ القرآن مولانا محمد طاہر سے حاصل کی۔ جماعت اشاعت و توحید میں شامل ہو کر مذہبی تعلیمات میں مشغول رہا۔ خاندانی مصروفیات اور علاقائی سیاست میں حصہ لینے کی وجہ سے آگے تعلیم نہ حاصل کر سکا۔ میں نے ۱۹۷۶ء میں والدین کی مرضی کے مطابق بٹگرام سے سواتی خان خیل قوم کی لڑکی سے شادی کی۔ میرے چار لڑکے ہیں جو زیر تعلیم ہیں۔ میں نے ایوب دور میں ہی یونین کونسل تھاکوٹ کے بی ڈی ممبر منتخب ہو کر باقاعدہ سیاست میں حصہ لینا شروع کیا۔ ۱۹۷۷ء میں قومی اسمبلی کا الیکشن آزاد امیدوار کی حیثیت سے لڑا۔ سیکنڈ پوزیشن حاصل کی۔ ۱۹۸۴ء کے بلدیاتی الیکشن میں بالترتیب ممبر وائس چیئرمین ڈسٹرکٹ کونسل مانسہرہ منتخب ہوا۔ ۱۹۸۵ء میں

آئی جے آئی کی حکومت صرف شریعت بل کی وجہ سے بنی ہے

چیئرمین ڈسٹرکٹ کونسل تھا۔ میرا بڑا بھائی اورنگ زیب یونین کونسل کا چیئرمین ہے۔ چھوٹا بھائی ہاشم خان یونین کونسل بیمال شریف کا چیئرمین ہے۔ میں بھی ڈسٹرکٹ کونسل کا ممبر ہوں۔ علاقہ کی بلدیاتی سیاست میں میرے خاندان کا پورا کنٹرول ہے۔

۱۹۸۶ء میں ضمنی انتخاب میں آزاد امیدوار کی حیثیت سے حصہ لیا۔ پنجاب کے وزیر اعلیٰ نواز شریف اور سرحد کے وزیر اعلیٰ آفتاب شیرپاؤ نے میرے خلاف جلسے کئے۔ باوجود اس کے مقابلہ صرف ۲۰۰ ووٹوں سے ہارا۔ اگر مولانا سمیع الحق اور نواز شریف میرے خلاف جلسے نہ کرتے تو میں بھاری اکثریت سے جیت جاتا۔ ۱۹۹۰ء کے الیکشن میں میری واضح کامیابی مولانا فضل الرحمان اور درخواستی گروپ کی مشترکہ حمایت کی وجہ سے ہوئی۔ میری انتخابی مہم میں زیادہ کردار سعودی عرب، شارجہ، دبئی، ابوظہبی، العین میں مقیم میرے درجنوں ذاتی دوستوں نے ادا کیا۔ جو صرف میری الیکشن مہم چلانے کے لئے دور دراز سے آئے۔ میری انتخابی مہم میں اپنی جیبوں سے پیسہ خرچ کیا۔ اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کو میری حمایت میں ووٹ دینے پر قائل کیا۔

آصف زرداری منتخب معزز ادارے کے رکن ہیں انہیں رہا کیا جائے

سوال:۔ عالم زیب صاحب کیا آپ جمعیت علماء اسلام میں شامل ہونے کے اسباب بتائیں گے۔

جواب:۔ قادری صاحب میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے میرا تعلق مذہبی تنظیم جماعت اشاعت توحید وسنت سے ہے۔ میں اس جماعت کے شیخ القرآن مولانا طیب سے اجازت لے کر جمعیت علماء اسلام میں شامل ہو کر جماعتی سیاست کا آغاز کیا ہے۔ ویسے بھی میں جمعیت علماء اسلام کے قائد مولانا مفتی محمود کی شخصیت سے متاثر ہوں۔

سوال:۔ جمعیت کے بارے میں عوامی حلقوں میں عام تاثر ہے کہ یہ جماعت اپنے مشن سے ہٹ کر ذاتی مفادات کیلئے مختلف گروپوں میں بٹ چکی ہے اس تاثر کے بارے آپکی کیا رائے ہے۔

جواب:۔ یہ ایک حقیقت ہے مفتی محمودؒ کی اچانک وفات کے بعد اس جماعت کے دو دھڑے بن گئے۔ مفتی محمود کے صاحبزادے مولانا فضل الرحمان سیاست میں نئے نئے وارد ہوئے تھے دوسرے گروپ کا خیال تھا مولانا فضل الرحمان نوجوان ہیں ناتجربہ کار ہیں جماعت کی ذمہ داریوں میں کامیاب نہیں ہوں گے۔ خدا کے فضل سے مولانا فضل الرحمان سیاست کے میدان میں اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوانے میں کامیاب ہوئے۔ بین الاقوامی سطح کے لیڈر بن گئے۔ جمعیت کے قائد کی مسلسل جدوجہد قربانیوں نے مخالفین کے خدشات کو غلط ثابت کر دیا۔ کہ جمعیت کو صرف فضل الرحمان کی قیادت ہی چلا سکتی ہے۔ ایم آر ڈی کی وجہ سے مخالفین کا اعتراض تھا۔ مولانا فضل الرحمان کا جھکاؤ پیپلز پارٹی کی طرف ہے۔ مولانا نے پارلیمنٹ میں اسلامی قوانین کا احترام کرتے ہوئے عورت کی حکمرانی کے خلاف جدوجہد کر کے ثابت کر دیا کہ مولانا فضل الرحمان کی جدوجہد صرف اسلامی نظام کے لئے ہے۔ بینظیر بھٹو نے وزارتوں کی آفر کی لیکن مولانا نے اصولوں کی خاطر وزارتیں قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اپنے مؤقف پر ڈٹے رہے۔ حالیہ الیکشن میں مولانا فضل الرحمان نے جمعیت کے تشخص کو علیحدہ برقرار رکھنے کے لئے کسی اتحاد میں شامل ہونے کی بجائے علیحدہ پلیٹ فارم پر انتخابات میں حصہ لے کر بتا دیا۔ جمعیت علماء اسلام پاکستان کی ملک گیر مضبوط عوامی جماعت ہے۔

سوال:۔ خان صاحب آپ کی پارٹی مارشل لاء دور سے آئی جے آئی میں شامل جماعتوں کی مخالفت کرتی رہی۔ اب آئی جے آئی کی اچانک حمایت کر رہا ہے۔ اس کے اصل اسباب کیا ہیں۔

جواب:۔ جناب ہم نے شریعت کے نفاذ کیلئے آئی جے آئی کی حکومت کی غیر مشروط حمایت کی ہے۔ ہم نے الیکشن کے بعد ہونے والے اتحاد کے نتیجہ میں سپیکر ڈپٹی سپیکر کیلئے وزیر اعظم حکمران پارٹی کو ووٹ دیا۔ جمعیت نے وزیر اعظم میاں نواز شریف کو دس شرائط پیش کی ہیں۔ ان کے لئے مذاکراتی کمیٹیاں قائم ہیں۔ جو دونوں فریقین کے درمیان اتحاد کیلئے مزید کام کر رہی ہیں۔

یقین جانیئے قادری صاحب ہم نے صرف اسلامی قانون کے نفاذ کیلئے حکومت کے ساتھ تعاون کیا ہے۔ ہمارا مقصد وزارتیں حاصل کرنا نہیں۔ اگر وزارتیں ہی مقصد ہوتا تو بینظیر بھٹو کی حکومت میں ہی وزارتیں قبول کر لیتے۔ اگر حکومت سے اختلاف بھی ہوا تو شریعت بل کی رکاوٹ کی وجہ سے ہوگا۔

سوال:۔ عالم زیب صاحب سننے میں آ رہا ہے کہ جمعیت علماء اسلام کو وفاقی حکومت میں وزارتوں کی پیشکش ہوئی ہے

جواب:۔ میاں نواز شریف صاحب نے جمعیت کو وزارتوں کی پیشکش کی ہے یہ فیصلہ جمعیت کی ہائی کمان کرے گی۔ اگر وزارتوں میں آ کر شریعت بل کے نفاذ کی منزل قریب آ سکتی ہے۔ تو میرے خیال میں جمعیت کو وزارتیں قبول کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ مولانا فضل الرحمان کے ہاتھ میں ہے۔

سوال:۔ کیا آپ بتائیں گے مولانا فضل الرحمان کے حالیہ الیکشن ہارنے میں اصل اسباب کیا ہوتے۔

ممبران اسمبلی پر آٹھویں ترمیم ہر وقت موت کی طرح لٹک رہی ہے

جواب:۔ اسلامی جمہوری اتحاد کی قیادت نے ایک منصوبہ کے تحت مولانا فضل الرحمان کو اسمبلی سے باہر رکھنے کے لئے قاضی عبداللطیف کو بطور امیدوار کھڑا کیا۔ جمعیت کے ووٹ تقسیم ہوئے جس کی وجہ سے مولانا فضل الرحمان حالیہ الیکشن ہار گئے اور اسلامی جمہوری اتحاد اپنے مقصد میں کامیاب رہا۔

سوال:۔ مولانا سمیع الحق کو مولانا فضل الرحمان سے کیا اختلاف ہے

جواب:۔ مولانا سمیع الحق کا مؤقف ہے کہ فضل الرحمان عمر میں چھوٹے ہیں اور میرے شاگرد ہیں۔ اس لئے مولانا کی بجائے مجھے سیکرٹری جنرل بنایا جائے جبکہ مولانا فضل الرحمان فرماتے ہیں کہ میں مولانا سمیع الحق کا شاگرد نہیں رہا اور نہ ہی کوئی مذہبی کتاب اس سے پڑھی ہے میں صرف اکوڑہ خٹک میں قدوری پڑھا ہوں اختلاف صرف عہدے کا ہے۔

صدیق القادری ایڈیٹر انچیف جناب عالم زیب خان سے انٹرویو لیتے ہوئے۔

مجھ سے پہلا ایم این اے کروڑوں روپے کا سود کھا گیا

سوال:۔ جمعیت کے اتحاد کے بارے میں آپکے کیا تاثرات ہیں۔

جواب:۔ الحمدللہ اتحاد ہو گیا۔ مولانا درخواستی صاحب، مولانا اجمل قادری صاحب، مولانا عبدالحکیم صاحب، مولانا چراغ شاہ، قاری فضل ربی صاحب، مولانا زاہد الراشدی سمیت سارے اکابرین جمعیت متحد ہو چکے ہیں۔ اب مولانا سمیع الحق اور قاضی عبداللطیف کی کوئی حیثیت نہیں رہی۔

سوال:۔ اکثر سیاسی حلقوں کی طرف سے مطالبہ ہے کہ آٹھویں ترمیم ختم کر دی جائے۔ بحیثیت رکن اسمبلی آپ کی کیا رائے ہے۔

جواب:۔ آٹھویں ترمیم کو ختم کرنا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ اسمبلی ممبران پر آٹھویں ترمیم کی تلوار ہر وقت موت کی طرح لٹک رہی ہے۔ ہر ممبر اسمبلی اس ترمیم کی وجہ سے غیر محفوظ ہے عوام کو بھی یقین نہیں کہ اسمبلیاں کب تک چلیں گی۔ آٹھویں ترمیم ختم ہونے سے اراکین اسمبلی سکون کے ساتھ عوام کی مقررہ مدت تک خدمت کرتے رہیں گے۔ میں اس حق میں ہوں۔ آٹھویں ترمیم فوری طور پر ختم ہو تا کہ ممبران سیاسی قتل سے محفوظ ہو سکیں۔

سوال:۔ عالم زیب صاحب کیا آپ اپنے علاقہ کے بارے میں بتائیں گے کہ آپ کے علاقائی مسائل کیا ہیں۔

جواب:۔ ہمارا علاقہ بہت پسماندہ ہے۔ عوام کا دیرینہ مطالبہ ہے کہ رہٹ گرام تحصیل کو ضلع کا درجہ دیا جائے اور آلائی کو تحصیل بنایا جائے۔ تحصیل رہٹ گرام میں ڈاک خانوں، سڑکوں، ہسپتالوں، ڈسپنسریوں، ٹیلی فون ایکسچینج اور یوٹیلٹی اسٹورز کی اشد ضرورت ہے۔ علاقے میں کالج نہیں ہے۔ سابق ممبر اسمبلی ایوب الائی نے حکومت کے فنڈز عوامی کاموں پر استعمال کرنے کی بجائے بینکوں میں جمع رکھیں۔ حکومت ختم ہونے پر فنڈز حکومت کو واپس کر کے سود خود کھا گیا۔ جس سے علاقائی مشکلات میں اضافہ ہوا ہے۔ ترقیاتی کام مکمل نہیں ہوئے میں نے بحیثیت ممبر بہت کر کے ابھی حال ہی میں اپنے علاقے کیلئے ڈاک خانے، یوٹیلٹی اسٹورز منظور کروائے ہیں امید ہے علاقائی مسائل کے حل کیلئے وفاق و صوبائی حکومتیں میرے ساتھ تعاون کریں گی۔

سوال:۔ شریعت بل کے نفاذ کے بارے میں بتائیں کیا آئی جے آئی حکومت شریعت بل کے نفاذ میں مخلص ہے

جواب:۔ جناب قادری صاحب شریعت بل کی وجہ سے آئی جے آئی کی

حکومت بنی ہے۔ نواز شریف صاحب نے پوری قوم کے ساتھ شریعت بل نافذ کرنے کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ اگر خدانخواستہ موجودہ اسمبلی نے حکومت شریعت بل نافذ نہ کرا سکی تو اس صورت میں آئی جے آئی کی سیاسی حیثیت ختم ہو جائے ہم بھی آئی جے آئی حکومت کا ساتھ نہیں دیں گے۔

سوال :۔ موجودہ احتساب کے بارے میں آپ بتائیں گے کہ یہ انصاف کے تقاضوں کے مطابق ہے۔

جواب :۔ حکومت کا فرض ہے کہ انصاف کے تقاضوں کے مطابق بلا امتیاز سب کا انصاف تقاضوں کے مطابق احتساب کرے۔ سرکاری فنڈ طرح غلط استعمال کو روکے۔ یکطرفہ احتساب جائز نہیں کہ ایک کو تو حکومت جیل بھیج دے اور دوسرے کو پوچھے تک نہ یہ کہاں کا انصاف ہے۔ جو حکومت کے ساتھ مل جائے۔ اسے معاف کر دیا جائے موجودہ احتساب بھی ایک مذاق بن چکا ہے۔ میں نے اپنے حریف کے خلاف بمعہ ثبوت حکومت کو بتایا ہے کہ اُس نے سرکاری فنڈز میں غبن کیا ہے جس کے مکمل ثبوت میرے پاس ہیں حکومت نے ابھی تک سابق رکن اسمبلی کے خلاف ایکشن نہیں لیا۔ میرے خیال میں حکومت کو انصاف تقاضوں کے مطابق رکن قومی اسمبلی آصف علی زرداری کو رہا کر دینا چاہیئے۔ آصف کی بیوی پاکستان کی وزیراعظم رہ چکی ہیں۔ اور قائد حزب اختلاف ہیں اور آصف خود بھی رکن قومی اسمبلی ہیں۔ عوام کے منتخب نمائندے کو رہا نہ کرنا بھی بہت بڑی زیادتی ہے انصاف کے تقاضوں کے خلاف ہے۔ بحیثیت رکن اسمبلی میرا مطالبہ ہے کہ آصف علی زرداری کو جیل سے رہا کر کے انصاف کے تقاضوں کے مطابق سلوک کیا جائے۔ اپوزیشن ممبران کا احترام بھی ہونا چاہیئے

سوال :۔ نوجوان نسل میں بڑھتی ہوئی بے روزگاری اور بے راہ روی کے کیا اسباب ہیں۔

حکومت کا فرض ہے کہ انصاف کے تقاضوں کو پورا کرے

جواب :۔ نوجوان اس ملک کا عظیم سرمایہ ہیں۔ والدین، معاشرے اور حکومت کو ان کی طرف توجہ دینی چاہیئے۔ نوجوانوں کو بھی چاہیئے کہ وہ لگن محنت اور ہمت کے ساتھ تعلیم حاصل کریں۔ اپنے اندر قابلیت پیدا کریں۔ حکومت کو چاہیئے کہ وہ سفارش، رشوت کی جگہ قابلیت اور میرٹ کو اصول اپنائیں باصلاحیت نوجوانوں کو آگے بڑھنے کے مواقع فراہم کرے۔ بے روزگاری کے خاتمہ کیلئے منصوبہ بندی کر کے دیہاتوں اور شہروں میں صنعتوں کا جال بچھایا جائے تاکہ نئی نسل کو بے روزگاری اور بے راہ روی سے بچایا جا سکے۔

غزل

تحریر :۔ مس رُوبی

آپ کو آزمائش کیا آپ کو آزما لیا
دل میں تمہیں بسا لیا، دل کو حرم بنا لیا

بزمِ خیال میں تمہیں، سامنے اپنے دیکھ کر
شکوے گلے بھی کر لئے، حال بھی کچھ سنا لیا

خُود ہی خفا کیا کبھی، خود ہی کبھی منا لیا
سارے جہاں کو چھوڑ کر اپنا تمہیں بنا لیا

کیسے نظر چراؤ گے ہم نے تمہیں چرا لیا
رُوبی ہمیں ستا کے بھی آپ نے ہم سے کیا لیا

سیّد افتخار علی کاظمی پاک چین یوتھ فرینڈشپ کے کوارڈینیٹر سیکرٹری نامزد ہو گئے

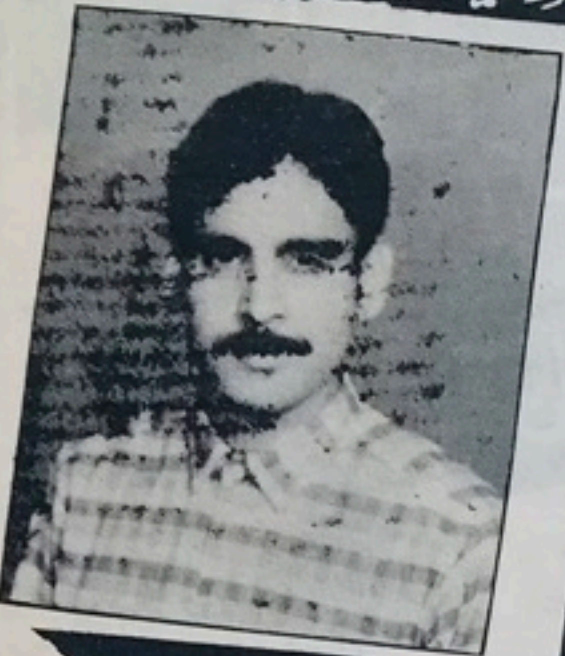

سیّد افتخار علی کاظمی بیجنگ میں پاکستانی چینی اور جاپانی طلبہ کے ہمراہ

پاک چین یوتھ فرینڈز شپ ایسوسی ایشن کے چیئرمین ایم ایس قادری نے پاکستانی باصلاحیت نوجوان سید افتخار کاظمی کو دونوں دوست ممالک کے نوجوانوں کے درمیان ہر شعبہ زندگی میں گہرے روابط کے لئے کوارڈینیٹر سیکرٹری نامزد کیا ہے مسٹر کاظمی باعزت خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ عوامی جمہوریہ چین کی بیجنگ یونیورسٹی سے چائینز لینگویج کا ڈپلومہ حاصل کر چکے ہیں۔ اردو۔ انگلش اور چائینز میں نہ صرف عبور رکھتے ہیں بلکہ اچھے ٹرانسپیٹر ہیں۔

افتخار کاظمی بحیثیت کوارڈینیٹر سیکرٹری پاکستان دوستانہ، برادرانہ تعلقات کے مزید فروغ، ہر شعبہ کے یوتھ کے درمیان ذہنی ہم آہنگی، ورکنگ ریلیشن شپ کو بڑھانے، مطالعاتی دوروں کے فروغ کے لئے دونوں ممالک کے نوجوانوں میں روابط بڑھائیں گے۔

سیّد افتخار بیجنگ میں پاکستانی ایمبیسی کے عملے کے ساتھ

مشہور شاعر

ناصر زیدی کا

ایک تعارف

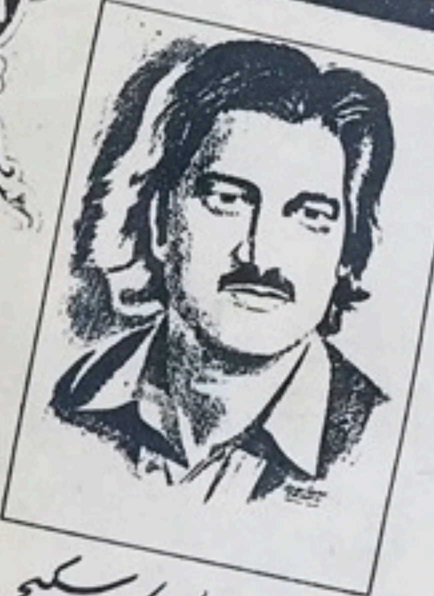

ناصر زیدی کا ایک سکیچ

فیصل آباد کے ایک کالج میں مشاعرہ تھا۔ محفل جمی ہوئی تھی کہ کسی نے شامیانے کی طنابیں کاٹ دیں۔ اسٹیج پر احسان دانش، احمد ندیم قاسمی، منیر نیازی، شہرت بخاری اور ناصر زیدی سمیت متعدد شعراء موجود تھے اور رسیاں کٹنے کے بعد شامیانے کا بوجھ ان سب حضرات کی ذمہ داری بن گیا تھا۔ اس سے ذرا دیر پہلے اچانک فائرنگ شروع ہو گئی اور اندھا دھند ہوتی رہی تھی جس کے دوران تمام شعراء حضرات کو اسٹیج کے درمیان رکھی بڑی سی میز کے نیچے پناہ گزین ہونا پڑا۔ مشاعرے میں ہزاروں کا مجمع تھا فائرنگ اور طنابیں کٹنے سے پہلے جب ایک شاعر کو غزل پڑھنے کے لئے پکارا گیا تو اس نے اپنی ایک مشہور غزل پڑھنی شروع کی جس کا مطلع تھا ۔

حسن سے متاثر ہو کر محبت کی شاعری کرتے ہیں

جسے چاہوں اسے اپنا بنا کر چھوڑ دیتا ہوں
حسینوں کو بہت نزدیک لا کر چھوڑ دیتا ہوں

سامعین میں سے ایک صاحب کو حسینوں کے ساتھ شاعر کے اس سلوک پر اعتراض ہوا، انہوں نے کھڑے ہو کر بہ آواز بلند پکارا ——— "چکنائیں بجے کر دے"۔ اس دھمکی آمیز داد کا اثر یہ ہوا شاعر باقی غزل بھول گیا

وہ شاعر ...... جو ایک ہی دن اور ایک ہی مشاعرے میں ان سب یادگار واقعات سے دو چار ہوئے ان کا نام ہے ناصر زیدی۔ پاکستان کی نئی نسل کے شاعروں میں ناصر زیدی ایک معروف نام ہے۔ غزل کی مقبول صنف ان کا وسیلہ اظہار ہے جس میں ناصر زیدی نے روایتی انداز، توازن اور تناسب کو بے تکلفی اور سلیقے کے ساتھ برتا ہے۔ احساسِ جمال ان کے کلام کا نمایاں پہلو ہے۔ وہ حسن سے متاثر ہوتے ہیں اور محبت کی شاعری کرتے ہیں ان کے بعض شعر پڑھ کر یوں لگتا ہے کہ شاید شاعر اپنے آپ ہی میں کہیں کھو گیا ہے اور اپنے اندر ڈوب کر ابھرنے کے بعد جب فنکار دنیا کو دیکھتا ہے تو اس کے فن میں گہرائی کے ساتھ ساتھ ایک سکوں بخش ٹھنڈک اور اس کی نظر میں مسائل کی اصل کو پالینے والی بصیرت پیدا ہو جاتی ہیں۔

ان کی شاعری میں محبت کی چاشنی کے ساتھ فکر کی روشنی بھی ہے اور امید کا سویرا بھی۔

ناصر زیدی ۸ اپریل ۱۹۴۳ء کو مظفر نگر (یو پی) میں پیدا ہوئے لاہور میں پروان چڑھے اور اسی شہر نگاراں میں جوان ہوئے۔ لاہور کی گلیوں نے شاعری، ادب اور صحافت کا شوق دیا۔ کالج میگزین کے ایڈیٹر رہے بعد میں متعدد ادبی و نیم ادبی رسائل کی ادارت سے متعلق رہے جن میں شمع' بانو' بچوں کی دنیا وغیرہ شامل ہیں۔ پندرہ برس تک ماہنامہ "ادب لطیف" لاہور کے مدیر رہے۔ کئی کتابیں اور منتخب افسانوں کے کئی مجموعوں کے مرتب ہیں۔ ان کی شاعری کے دو مجموعے "ڈوبتے چاند کا منظر" اور "وصال" شائع ہو چکے ہیں۔ تیسرا مجموعہ "وارفتگی" زیر اشاعت ہے۔

پتا ناصر زیدی
پوسٹ بکس ۸۸۷ راولپنڈی

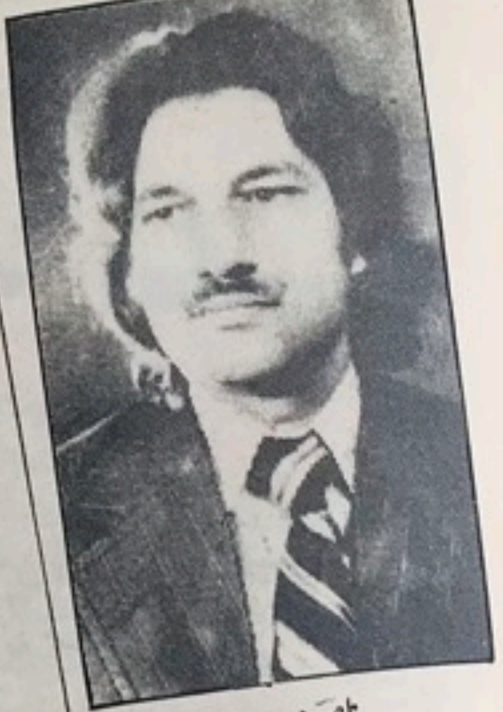

ناصر زیدی

رات سنسان ہے گلی خاموش
پھر رہا ہے اک اجنبی خاموش
بات دل کی چھپائی لاکھ ان سے
آنکھ لیکن نہ رہ سکی خاموش
ہجر کی آگ میں جلے چپ چاپ
زندگی یوں گزار دی خاموش
پوجتا ہوں تجھے خیالوں میں
کر رہا ہوں میں بندگی خاموش
شمعِ محفل کچھ اس طرح چپ ہے
جیسے جاڑے کی چاندنی خاموش
نہ کہا ان کے روبرو کچھ بھی
لب ہلے، پر زباں رہی خاموش
کوئی ہنگامہ چاہیے ناصر
کیسے گزرے گی زندگی خاموش

مثالِ سادہ ورق تھا، مگر کتاب میں تھا
وہ دن بھی تھے، میں ترے عشق کے نصاب میں تھا
بھلا چکا ہے تو اک بار مجھ سے آکر سن
وہی سبق جو کبھی تیرے دل کے باب میں تھا
جو آج مجھ سے بچھڑ کر بڑے سکون میں ہے
کبھی وہ شخص مرے واسطے عذاب میں تھا
اسی نے مجھ کو غم و سوزِ جاوداں بخشا
وہ ایک چاند کا ٹکڑا سا جو نقاب میں تھا
مرا وجود مجسم خلوص تھا ناصر
میں پھر بھی بار گہِ حسن کے عتاب میں تھا

جس کے جلووں سے مری شام اجالی جائے
بات اس شخص کی کیسے کوئی ٹالی جائے
جس کی یادوں سے مہکتی ہے مری شامِ فراق
اس سے ملنے کی کوئی شکل نکالی جائے
میرے مسلک میں نہیں بیر کسی سے رکھنا
میرے دشمن سے یہ تصدیق کرالی جائے
خود کو تقسیم کروں میں زرِ گل کی مانند!
در سے خالی نہ کبھی کوئی سوالی جائے
کوئی آندھی نہ بجھائے کسی مفلس کا دیا!
دوستو! ایسی کوئی رسم بھی ڈالی جائے
سربکف آج غزل خواں ہے تمہارا ناصر!
دستِ نازک میں ذرا تیغ سنبھالی جائے

اپنا اندازِ سخن سب سے جدا رکھتے ہیں
ہم خموشی میں تکلم کی ادا رکھتے ہیں
اس جفا پیشہ زمانے میں جفا کے باوصف
ہم بھی کیا لوگ ہیں جو خوئے وفا رکھتے ہیں
یہ وہی راہگزر ہے کہ جہاں اہلِ خرد
ہر قدم ایک عجب خوفِ سزا رکھتے ہیں
آستینوں میں تھے جن کی مہ و خورشید کبھی
اپنے جسموں میں وہ زخموں کی قبا رکھتے ہیں
وہ تراکس وہ جلتے ہوئے خوشبو کے چراغ
آج بھی ذہن میں اک حشر بپا رکھتے ہیں
شوق سے آئے ادھر ظلم کا لشکر ناصر!
ہم اکیلے تو نہیں، ہم بھی خدا رکھتے ہیں

اگر وجود کا اپنے مجھے گماں ہوتا
سمندروں کی طرح میں بھی بیکراں ہوتا
میں اپنے سائے میں خود ہی پناہ لے لیتا
مرا حریف، نہ سورج نہ آسماں ہوتا
نہ تھا خیال کہ منزل فریب دے گی مجھے
یہ حادثہ جو نہ ہوتا تو میں کہاں ہوتا
اگر نہ ہوتی میسر شفق ترے رخ کی
تمام عالمِ امکاں دھواں دھواں ہوتا
سمیٹ لیتا ہر اک گل کی خوشبوئیں ناصر
بہار میں اگر اندیشۂ خزاں ہوتا

دل کا دروازہ تیری سمت نہ کھولا جاتا
ایک ساعت ہی کبھی چین سے سویا جاتا!
کیسی تنہائیاں اس شخص نے سونپی ہیں مجھے
مجھ سے اب کوئی بھی تنہا نہیں دیکھا جاتا
اس نئے دور میں انسان کی قیمت کیا ہے
یہ وہ نکتہ ہے کہ جس پر نہیں سوچا جاتا
کتنی خواہش ہے مری ترکِ طلب کے باوصف
نام تیرا بھی مرے ساتھ ہی لکھا جاتا
پیاس بجھتی جو مری اپنے لہو سے ناصر
کیا ضرورت تھی مجھے کیوں لبِ دریا جاتا

وہ مرے غم کا مداوا نہیں ہونے دیتا
ذرۂ درد کو صحرا نہیں ہونے دیتا
ساتھ رکھتا ہوں ہمیشہ تیری یادوں کی دھنک
میں کبھی خود کو اکیلا نہیں ہونے دیتا
زخم بھرتا ہے نیا زخم لگانے کے لئے
کیا مسیحا ہے کہ اچھا نہیں ہونے دیتا
جس کے انجام سے ٹوٹے مرا پندارِ انا
میں وہ آغاز دوبارا نہیں ہونے دیتا
روک دیتا ہوں الڈتے ہوئے طوفاں ناصر
قطرۂ اشک کو دریا نہیں ہونے دیتا

گزرے ہیں اس جہاں سے فقط سرسری سے ہم
خود کو مگر بچا نہ سکے دل لگی سے ہم
اب التفاتِ خاص کی ہرگز نہیں طلب
مانوس ہو چکے ہیں تری بے رخی سے ہم
محفل میں ان کی خود کو گوارا نہ کر سکے
بیزار اس قدر بھی ہوئے زندگی سے ہم
ممکن کہاں ہے اپنے کیے کا کوئی علاج؟
اب حالِ دل بیان کریں کیا کسی سے ہم
ہر حال میں نباہ کیے جا رہے ہیں پھر
ہاں اے مزاجِ یار تری برہمی سے ہم
دامن دریدہ، خاک بسر خونچکاں نظر
گزرے ہیں اس طرح سے بھی اس کی گلی سے ہم
ناقدریٔ زمانہ کا ناصر نہیں گلہ!
مقبولِ خاص و عام ہوئے شاعری سے ہم

نعت شریف

ہے جن کا لقب سیدِ ابرار تمہی ہو
کہتے ہیں جنہیں سارے گنہگار، تمہی ہو

ہر چند یہاں آئے ہیں لاکھوں ہی پیمبر
اُن سب کے مگر قافلہ سالار تمہی ہو

اللہ کے محبوب ہو مخلوق کے آقا
ہر مدح و ستائش کے سزاوار تمہی ہو

بلوایا تمہیں عرشِ معلّیٰ پہ خدا نے
اس منزلِ تقدیس کے حقدار تمہی ہو

ہیں جن کے ترحم پہ رسولوں کی نگاہیں
سرکار تمہی ہو، مری سرکار تمہی ہو

ملتی ہے جہاں سے مہ و انجم کو تجلّی
وہ مرکزِ صد جلوۂ انوار تمہی ہو

فہرستِ زمانہ میں نہیں کوئی بھی عادل
تا حشر مگر عدل کا معیار تمہی ہو

ناصر کی وفا تم سے ہی وابستہ رہی ہے
ناصر کے لئے طالعِ بیدار تمہی ہو

(ناصر زیدی)

شاعر

ندا فاضلی

میری غربت کو شرافت کا ابھی نام نہ دے
وقت بدلا تو تیری رائے بدل جائے گی

اس خوب صورت شعر کے خالق کا نام ندا فاضلی ہے۔ ہندوستان کی فلمی دُنیا کے کامیاب شاعر ندا فاضلی ۱۹۳۸ء میں ہندوستان کے شہر دلی میں پیدا ہوئے۔ اجین کی وکرم یونیورسٹی سے انہوں نے گریجویشن کیا۔ ندا فاضلی کا تعلق خاندان شعر و سخن سے ہے ان کے والد خود بھی شاعر تھے۔ اگر یہ کہا جائے کہ شاعری کا ذوق انہیں وراثت میں ملا ہے تو غلط نہ ہوگا۔

ندا شاعری کے حوالے سے آج بھی گاؤں کے چوپال اور وہاں کے سرسبز و شاداب کھیتوں سے منسلک نظر آتے ہیں۔ اپنے لہجہ کی ندرت کی وجہ سے اپنے ہم عصر شعراء میں ندا ایک منفرد مقام رکھتے ہیں۔

ندا فاضلی کا تقریباً سارا خاندان پاکستان منتقل ہو چکا ہے اور ہندوستان میں یہ تنہا رہ گئے ہیں۔ تنہائی کے اس کرب نے ہی شائد ان کے فن کو جلا بخشی ہے۔

(ادارہ)

کبھی بادل، کبھی کشتی، کبھی گرداب لگے
وہ بدن جب بھی سجے کوئی نیا خواب لگے

ایک چُپ چاپ سی لڑکی نہ کہانی نہ غزل
یاد جو آئے کبھی ریشم و کمخواب لگے

ابھی بے سایہ ہے دیوار کہیں لوچ نہ خم
کوئی کھڑکی کہیں نکلے کہیں محراب لگے

گھر کے آنگن میں بھٹکتی ہوئی دن بھر کی تھکن
رات ڈھلتے ہی پکے کھیت سی شاداب لگے

تنہا ہوئے خراب ہوئے، آئینہ ہوئے
چاہا تھا آدمی بنیں لیکن خدا ہوئے

جب تک جئے بکھرتے رہے، ٹوٹتے رہے
ہم سانس، سانس قرض کی صورت ادا ہوئے

ہم بھی کسی کمان سے نکلے تھے تیر سے
یہ اور بات ہے کہ نشانے خطا ہوئے

پُر شور راستوں سے گزرنا محال تھا
ہٹ کر چلے تو آپ ہی اپنی سزا ہوئے

نیل گگن میں تیر رہا ہے اجلا اجلا پورا چاند
کن آنکھوں سے دیکھا جائے چنچل چہرے جیسا چاند

مُنّی کی بھولی باتوں سے چھٹکیں تاروں کی کلیاں
پپّو کی خاموش شرارت سا چھپ چھپ کر ابھرا چاند

مجھ سے پوچھو کیسے کاٹی میں نے پربت جیسی رات
تم نے تو گودی میں بھر کے گھنٹوں چوما ہوگا چاند

پردیسی سونی آنکھوں میں شعلے سے لہراتے ہیں
بھابھی کی چھیڑوں سا بادل، آپا کی چٹکی سا چاند

تم بھی لکھنا تم نے اس شب کتنی بار پیا پانی
تم نے بھی تو چھجے اوپر دیکھا ہوگا پورا چاند

جہاں نہ تیری مہک ہو ادھر نہ جاؤں میں
میری سرشت سفر ہے گزر نہ جاؤں میں

مرے بدن میں کھلے جنگلوں کی مٹی ہے
مجھے سنبھال کے رکھنا بکھر نہ جاؤں میں

مرے مزاج میں بے معنی اُلجھنیں ہیں بہت
مجھے ادھر سے بلانا جدھر نہ جاؤں میں

کہیں نہ لے اڑے انجان وادیوں کا سکوت
مجھے پکارتے رہنا ٹھہر نہ جاؤں میں

جو چہرہ دیکھا وہ توڑا نگر نگر ویران کئے
پہلے اوروں سے ناخوش تھے اب خود سے بے زاری ہے

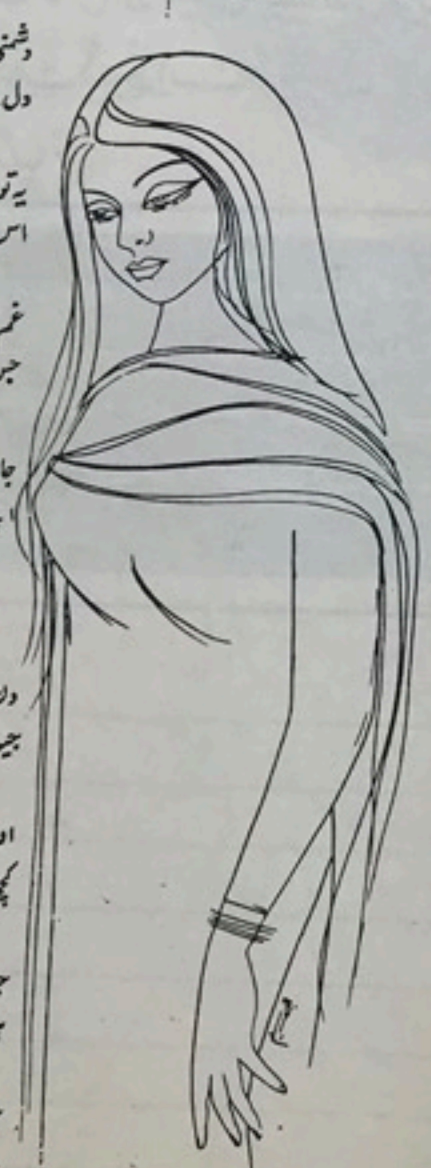

بات کم کیجئے ذہانت کو چھپاتے رہئے
اجنبی شہر ہے یہ، دوست بناتے رہئے

دشمنی لاکھ سہی ختم نہ کیجئے رشتہ
دل ملے یا نہ ملے ہاتھ ملاتے رہئے

یہ تو چہرہ کا فقط عکس ہے تصویر نہیں
اس پہ کچھ رنگ ابھی اور چڑھاتے رہئے

غم ہے آوارہ اکیلے میں بھٹک جاتا ہے
جس جگہ رہئے وہاں ملتے ملاتے رہئے

جانے کب چاند بکھر جائے گھنے جنگل میں
اپنے گھر کے در و دیوار سجاتے رہئے

من بیارہ، تن بنجارہ قدم قدم دشواری ہے
جیون جینا سہل نہ جانو بہت بڑی فن کاری ہے

اوروں جیسے ہو کر بھی ہم با عزت ہیں بستی میں
کچھ لوگوں کا سیدھا پن ہے۔ کچھ اپنی عیاری ہے

جب جب موسم جھوما ہم نے کپڑے پھاڑے شور کیا
ہر موسم شائستہ رہنا کوری دُنیا داری ہے

عیب نہیں ہے اس میں کوئی لال پری نہ پھول گلی
یہ مت پوچھو وہ اچھا ہے یا اچھی ناداری ہے

نہ جانے کون سے لمحے کی بد دُعا ہے یہ
قریب گھر کے رہوں اور گھر نہ جاؤں میں

رُوحانی مسائل

جعلی عاملوں، دست شناسوں اور نجومیوں سے دُور رہیں
اپنے مسائل قرآن وسُنّت کی روشنی میں حل کریں

برصغیر کے مشہور رُوحانی معالج المعروف رُوحانی بابا نوجوان نسل کے ذاتی مسائل، اُن کی ہر قسم کی پریشانیوں اور اُلجھنوں کا حل علم جعفر اور قرآن وسُنّت کی روشنی میں دیتے ہیں

آج ہی اپنے مسائل اور اُلجھنوں کیلئے درج ذیل کوپن پُر کر کے روحانی بابا انچارج روحانی ڈاک معرفت یوتھ انٹرنیشنل ایوانِ اوقاف بلڈنگ نزد ہائیکورٹ لاھور کے پتہ پر ارسال کریں،

- شادی اور محبت کیلئے لڑکے، لڑکی اور اُن کی ماں کا نام آنا ضروری ہے!
- ہر کوپن کے ساتھ مبلغ -/۱۵ روپے بذریعہ پوسٹل آرڈر یا منی آرڈر یا بنک ڈرافٹ آنا ضروری ہے
- ایک کوپن اور فیس میں دو سوال کئے جا سکتے ھیں،
- جواب طلب امور کیلئے جوابی لفافہ ارسال کیا جائے۔ نیز ایسے مخصوص جوابات رسالے میں شائع نہیں کئے جائیں گے۔

نام ______________ تاریخ پیدائش ______________
والدہ کا نام ______________
مسئلہ ______________
____
____
____
____
____
ایڈریس ______________
____

افسانہ

عطیہ بیگم نے سینے پر ہاتھ رکھ لیا تھا جیسے ان کا دل پھڑپھڑا کر باہر نکل آئے گا وہ لڑکھڑاتی ہوئیں دالان میں نکل آئیں اور پلنگ پر گرنے کے سے انداز میں بیٹھ گئیں۔

انہیں یقین نہیں آ رہا تھا۔ بیس سال کے بعد انہوں نے پھر وہی آنکھیں دیکھیں ہیں - وہی سحر انگیز آنکھیں، گہری گہری شفاف گھنی پلکوں کی جھالر اور بھاری پپوٹوں والی آنکھیں، ذرا بھی نہیں بدلی تھیں۔ وہ آنکھیں ----- شہری کچھ بدل گیا تھا۔ تنی جلد میں ڈھیلا پن آ گیا تھا۔ بالوں میں چاندی کے بے شمار تار کھنچ آئے تھے۔ چوڑی پیشانی پر شکنیں پڑ گئی تھیں۔

مگر آنکھیں وہی تھیں حسین اور قریر۔ بیس سال پہلے جب وہ سولہ برس کی تھیں اور اتنی ہی خوبصورت تھیں کہ جدھر سے نکل جاتیں تو لوگ دیکھتے رہ جاتے۔ اسی زمانے میں ان کے لئے رشتہ آیا بڑا شاندار، اماں ریجھ سی گئیں، ابا جی جان سے قربان ہو گئے تھے، عطیہ بیگم کو نہ تو کوئی خوشی تھی اور نہ زیادہ غم، جس جگہ بات طے ہو رہی تھی وہ اسی شہر میں تھی یعنی چار قدم پر سسرال جب جی گھبرائے گا اماں کے پاس چلی آئیں گی۔

اور وہ دن جب دولہا بردکھاوے کے لئے آئے تو گھر بھر میں ایک رونق سی دیکھ کر ان کا دل بے اختیار مچل اٹھا وہ بھی ایک نظر اس شخص کو دیکھ لیں جو انہیں ان کے گھر سے ان کے والدین سے، بہن بھائیوں سے اور آنگن سے چھڑا لے جائے گا۔

سارا گھر ڈرائینگ روم میں جمع تھا۔ باتیں ہو رہی تھیں، قہقہے اڑ رہے تھے - وہ اپنے خاندان کے رواج کے مطابق اپنے کمرے میں چپ چاپ بیٹھی تھیں۔ اچانک ان کی چھوٹی بھتیجی بھاگتی ہوئی آئی اور آنکھیں مٹکا کر چپکے سے بولی۔

"آپو ------- اپنا دولہا دیکھئے گا؟"

ان کے دل میں لڈو پھوٹنے لگے مگر بظاہر چڑ کر جواب دیا۔

"چل بھاگ یہاں سے بدتمیز کہیں کی۔"

"بھاگی جاتی ہوں مگر بھائی جان نے چپکے سے کہا تھا کہ عطو سے کہہ دو کہ اپنے دولہا کو چپکے سے آ کے دیکھ جائے۔"

انہیں ایک دم ہنسی آ گئی تھی، اس ننھی فتنہ پر پیار بھی آ گیا، منہ بنا کر پوچھا۔

"کہاں سے دیکھوں دادی جان تو ناک کاٹ لیں گی۔"

"دادی جان نماز پڑھ رہی ہیں۔ اماں باورچی خانے میں مصروف ہیں اور سب ڈرائینگ روم میں ہیں۔ دولہا کے ساتھ ان کا ایک دوست بھی آیا ہے آپو! وہ ہم سب کو خوب ہنسا رہا ہے" یہ کہہ کر وہ بھاگتی چلی گئی - عطیہ بیگم اپنے کمرے سے نکل کر تیتر کی طرح بھائی جان کے کمرے میں گھس گئیں۔ دھڑکتے دل سے انہوں نے بھاری بھر کم پردہ ایک طرف سے ہٹا کر اندر جھانکا۔

جس صوفہ پر دولہا بیٹھا تھا وہ سامنے ہی تھا۔ ایک روشن اور ہنستا ہوا چہرا عطیہ بیگم کے سامنے تھا۔ صحت مند، خوبصورت جسم اور بیش قیمت سوٹ نے اسے پر کشش بنا دیا تھا اور روشن چہرے پر جگمگاتی ہوئی دو آنکھیں۔

عطیہ بیگم مسحور سی ہو گئیں - دیکھتی رہیں دیکھتی رہیں، پھر نجانے کس طرح پردہ ایک طرف ہٹ گیا۔ خدا جانے کس کی شرارت تھی، جس کی بھی ہو پر وہ پردہ ہٹ چکا تھا اور وہ ہکا بکا سی کھڑی تھیں۔ دو جگمگاتی ہوئی نظریں شریر انداز میں انہیں دیکھ رہی تھیں، دو بھرے بھرے ہونٹ مسکرائے،

"سبحان اللہ! چاند زمین پر اتر آیا ہے"

وہ مڑیں اور بے تحاشا بھاگتی ہوئیں اپنے کمرے میں گھس گئیں، پھر بستر پر گر پڑیں، بہت دیر تک ان کے حواس ٹھکانے نہ آ سکے۔ سانس قابو میں آئی تو انہوں نے سوچنا شروع کیا تو ان کے دل میں ایک گدگدی سی ہونے لگی، کانوں کے پاس کوئی بار بار کہنے لگا۔

"سبحان اللہ! چاند زمین پر اتر آیا ہے"

دو شریر آنکھیں انہیں ہر موڑ پر شرمانے لگیں، ہر خواب میں جگمگانے لگیں۔ دھوم دھام سے ایسی شادی ہوئی کہ یادگار رہ گئی۔

حجلہ عروسی اتنی خوبصورتی سے سجا تھا کہ وہ اپنی ساری تھکن اور سارا غم بھول گئیں، تصور میں دو آنکھیں جگمگا رہی تھیں، دو ہونٹ مسکرا رہے تھے، آج وہ یوں کہیں گے۔

"چاند میری باہوں میں آ گیا"

اور وہ سب کچھ بھول کر ان کی باہوں میں سما جائیں گی، بھابیوں کے قہقے دروازے تک آئے تھے، کسی کو اندر دھکیل کر دروازہ بند کر دیا گیا تھا اور وہ ---- بھاری قدموں کی چاپ ان کے نزدیک آ گئی۔ وہ چاپ ---- جسے سننے کے لئے وہ بیقرار تھیں، چند شاعرہ جملوں کے بعد گھونگھٹ اٹھا لیا گیا تھا، کان منتظر تھے،

سبحان اللہ چاند----------

مگر نہیں ---- انہوں نے اپنے مجازی خدا سے صرف سنا تھا۔

"بس اب آنکھیں کھول دیجئے"

ان کے دل کو دھکا سا لگا، بے ساختہ ان کی آنکھیں کھل گئیں اور پھر ایک چیخ ان کے لبوں تک آتے آتے گھٹ کر رہ گئی تھی، نہ وہ قربیر آنکھیں تھیں۔ -- نہ وہ مسکراتے لب، نہ وہ روشن چہرہ، وہ تو کوئی اور تھا۔

جس چیخ کو انہوں نے سہاگ رات میں گھونٹ دیا تھا، بیس سال بعد ان کے لبوں سے نکل جانے کے لئے بیتقرار تھی، کسی نے انہیں دھوکہ دیا تھا یا وہ خود فریب کھا گئی تھیں، انہوں نے سامنے کے صوفے پر بیٹھے ہوئے اس پر وقار شخص کو اپنا منگیتر سمجھ لیا تھا آنکھیں بند کر کے اسے اپنے خوابوں میں بسا لیا تھا، دل میں سمو لیا تھا، کاش ------ وہ روحی سے پوچھ لیتیں، سجاد شرارت سے جو تصویر ان کے سامنے نچاتا ہوا آیا تھا، اسے وہ نظر بھر کے نہیں تو سرسری ہی دیکھ لیتیں،

وہ شخص------ دولہا کا دوست تھا، دولہا میاں اس کے ساتھ نہیں لگ رہے تھے، برے وہ بھی نہ تھے، خاصے خوب صورت اور صحت مند انسان تھے، دل کے اچھے تھے، مزاج بھی، شگفتہ تھا، بہترین رفیق سفر ثابت ہوئے تھے۔ عطو بیگم کو سر آنکھوں پر رکھتے تھے، پھولوں پر چلاتے تھے کبھی کبھی نجانے کیوں لیکن یہ دل------ بیقرار ہو جاتا تھا۔ دل کم بخت یہ ننھا سا گوشت کا لوتھڑا۔

نجانے کدھر سے وہ حسین آنکھیں ان کی طرف اٹھیں اور ہونٹ مسکرانے لگتے۔

"بیس برس گزر گئے"

جس طرح کبھی اماں اور ابا سر جوڑ کر لڑکیوں کے رشتوں کے بارے میں سرگوشیاں کیا کرتے تھے بالکل اسی طرح عطیہ بیگم اور وقار صاحب سرگوشیاں کرنے لگے، ان کی بڑی لڑکی شاہینہ انیس برس کی تھی، کئی رشتوں کے درمیان ایک ایسا

جس چیخ کو سہاگ رات میں نے گھونٹ دیا تھا وہ بیس سال بعد نکلنے کو بیقرار تھی

رشتہ بھی آیا کہ وقار حسین اچھل پڑے۔

"بس بیگم ہاں کہہ دو، اس رشتے سے بڑھ کر اور کوئی رشتہ نہ ہوگا لڑکا میرا دیکھا بھالا ہے، خوبصورت خوش اطوار، سروس بھی اونچی ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ میرے دوست کا بیٹا ہے"

بات طے ہو گئی، انہوں نے دیکھنے کی ضد کی، وہ فوٹو سے مطمئن نہ تھیں، ایک دن وقار کے دوست لڑکے کو لے کر گھر آ گئے۔

"بھئی بیگم، سدھی صاحب تم سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں، بیگم فرمائیں، مگر انہیں جانا پڑا، وہ صرف سدھی ہی نہیں ان کے شوہر کے دوست بھی تھے، دوست ایسا جو برسوں بعد ملنے آیا تھا۔ کمرے کا پردہ ہٹا کر انہوں نے قدم اندر رکھے وہ سامنے ہی صوفے پر بیٹھے تھے، صحت مند جسم، قیمتی سوٹ، جگمگاتی آنکھیں، جسکراتے ہونٹ، وقت پیچھے لوٹ گیا تھا بیس سال پہلے،

"سبحان اللہ! بھابی آپ آج بھی چاند ہیں"

پتہ نہیں انہوں نے جواب میں کیا کہا۔ سلام بھی کیا یا نہیں، مسکرائیں یا روئیں، بس اتنا یاد ہے کہ مڑیں اور بے تحاشا لپکیں اور کمرے سے بھاگ گئیں۔

ارے بھئی بیگم۔ آپ بھی خوب ہیں وقار ان کے پیچھے آئے تھے، "نعیم اپنے دل میں کیا سوچ رہا ہوگا"

بیگم نے کچھ نہ کہا۔ بس ایک چیخ ماری اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں یوں جیسے بیس برس کا لاوا آج ہی بہا دیں گی۔

کیا یہ رشتہ پسند نہیں ہے، آپ کو لڑکا اچھا نہیں لگا-------؟

"نہیں لڑکا تو پسند آیا مگر اس کے والد---- وہ نہیں پسند آئے" بیگم نے اسی طرح روتی بلکتی آواز میں کہا۔

"ان سے کہیے کہ خدا کے لئے یہاں سے چلے جائیں--------- فوراً چلے جائیں۔"

وقار صاحب حواس باختہ ہو گئے۔ بیگم اسی طرح روتی رہیں اور وہ ٹہل ٹہل کر سوچتے رہے کہ، کیا کہوں نعیم سے ------ کیسے کہوں، یہ بیگم کو آخر ہوا کیا ہے--------؟؟

زبیدہ پروین

زیبی گوجرانوالہ

بھوک کے سامنے کوئی جذبہ نہیں ٹھہر سکتا

ایم بی کھیشان

معروف دانشور جوزف کنزاڈ نے کہا تھا کہ بھوک کے سامنے کوئی جذبہ نہیں ٹھہر سکتا نہ صبر، نہ خوف نہ نفرت، بھوک تمام جذبات پر غالب آ جاتی ہے زائرے میں بھوک کی حکمرانی ہے یا پھر اس مطلق العنان نام نہاد صدر مملکت کی میں نے اپنا نام کس گرگٹ کے رنگ کی طرح جوزف سو بو توسے بدل کر سو بو توس رکھ لیا ہے یہ وہی شخص ہے جو فوج کی مدد سے ایک عرصہ قبل اقتدار میں آیا اور اقتدار میں آنے سے پہلے اعلیٰ فوجی تربیت کے لئے اسرائیل گیا جہاں اس نے فوجی تربیت کے ساتھ ساتھ سیاسی تربیت اور مطلق العنان حکمرانی بننے اور عوام کو دبانے کی خصوصی تربیت بھی حاصل کی اعلی فوجی و سیاسی تربیت حاصل کرنے کے بعد یہ شخص اس فوجی دستہ کی قیادت کرتا رہے اس وقت کی حکومت کے مخالفین کو دبانے کے لئے اکثر استعمال کیا جاتا ہے عوام پر لاٹھی چارج کرنا اور گولیوں کے ذریعے حکومت مخالف جلوسوں کو تتر بتر کرنا اس فوجی دستر کا کام بقاء خود موبو توسے سیس سیکو لوبو تو نام رکھا جس کا مطلب ہے موبو تو لافانی، اسرائیل سے گہرے مراسم رکھنے والا یہ افرائیض ڈکیٹیٹر گذشتہ دو دہائیوں سے سے زیادہ عرصہ اور عوام سے ملک بے دردی سے لوٹ رہا ہے لو اس نے زائد میں اسرائیل نورز تجارتی طبقہ پیدا کر رکھا ہے اور اس طبقہ کے اسرائیل سے گہرے مراسم میں اور بولو تو اپنی حکومت کی حفاظت کے لئے بھی اسرائیل سے جدوجہد فوجی و اقتصادی امداد حاصل کرتا رہتا ہے اس طرح سے اسرائیل نے زد ئرے جیسے اہم افریقی ملک میں جس کا اقید مغربی یورپ کے اقید کے اور آبادی تقریباً تین کروڑ ہے دبے گہرے نیچے گاڑ رکھے ہیں یہ ملک پانچ ارب ڈالر سے زائد کا مقروض ہے امریکہ اسرائیل اور مغربی ممالک موبوتوں کی حکومت کو برقرار رکھنے کے لئے اس امداد کرتے رہتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اس کے خلاف کوئی بھی عوام یا فوجی بغاوت ابھی تک کامیابی حاصل نہیں کر پائی، لیکن ملک کی موجود صورتحال یہ ہے کہ عوام بھوک واحد اس کا شکار میں اور گذشتہ کن سال سے زائدے میں قحط کی سی صورتحال یہ ہے کا سامنا ہے لیکن بولو تو کا شوار دنیا کے امید ترین آدمیوں میں مستقانیے اور اگر وہ چاہے بھی تو ایک تمام تر دولت خرچ کرکے بھی عوام وک بھوک و افلاس سے نجات نہیں لا سکتا ملک میں معد کی ذخائر کی دولت کے لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو زائدے کیا ایسا غریب ملک نظر تیں آتا کیونکہ قیمتی دھات کرومائیٹ کے دنیا بھر کے ذخائر کا نصف حصہ ہاں پایا جاتا ہے اور دنیا بھر میں پائے جانے ودے سیروں کا ایک چوتھائی یہاں سے حاصل ہوتا ہے

قدرت نے زائدے کو معنی لحاظ سے مالا مال کیا ہے لیکن یہاں سے لچے خسرہ کا شکار میں حالانکہ صرف سات سنیٹ کا ایک ٹیکہ خسرہ کا شکار ان بچوں کو موت کے منہ سے نجات دلا سکتا ہے زائدے میں ہر دو میں سے ایک پانچ سال کی عمر کو پہنچنے سے پہلے میں بیماریوں کے شکار ہو کر موت کے منہ میں چلا جاتا ہے جس کی وجہ محضور ایک عام سی بیماروں کی وجہ سے جس کی بنیاد نمبر متوازن خوراک نے لیکن بولو تو ان کے مزراہ اور اعلی سرکاری مقام کو عوام الناس سے تیمن صرف اپنی تجوریوں کو بھرنے سے دلچسپی ہے اور یہ تمام رقم مغرب کے بینکوں میں دکھی جاتی ہے ان سرکاروں حکام نے مغربی ملکوں میں محلات نیا رکھے ہیں کہ انقلاب کی صورت میں وہاں رہائش پذیر ہو لیکن اور باقی زندگی بھی شاہانہ انداز میں گزاری جا سکے یہ تاریخی ملک جس کا پرانا نام کانگو ہے یہ نام دس دریا کے نام پر رکھا گیا ہے جو زائدے میں لیتا ہے چنانچہ اس طرح سے دریا اور ملک کا نام ایک میں ہو گیا زائدے میں کھلی اور بدبو دور نالیاں گندے اور ٹوٹے ہوئے مکانات تعلیم کی کمی صحت کی سوشوک کا فقدان آمد و رفت کے وسائل کی کمی بجلی کی عدم دستیابی اور شہری حقوق کی ضبطی معاشرتی تقسیم یہ سب مسائل اپنی جگہ پر موجود میں لیکن منی کے تیس لاکھ افراد کے لئے یہ سب کئی بے معنیں میں کیونکہ بھوک و افلاس کے اندھروں میں لپٹے ودسی اس مخلوق اپنے حقوق کا نہ تو علم رکھتی ہے اور نہ ہی دلچسپی کیونکہ وہ تو بھوک و افلاس کا شکار میں ان کا سب سے پہلا مسئلہ خوروک کی فراہمی کا ہے جو تیابا قلت کا شکار ہے اور ہر روز لاتعداد اور افراد بھوک کے ملی متولی ہلاکت کا شکار ہو رہے ہیں، لیکن مغربی ممالک موبو کی فوجی امداد تو اس نیا پر کرتی ہیں کہ وہ انکے مفادات کا محافظ ہے لیکن عوام خوراک کی فراہمی کی حمق میں جو امداد کرتے ہیں وہ لوٹ کے منہ میں زہرہ کے برابر ہے ملک کی اقتصادی حالت کو سدھارنے کے لئے موبوتو کے اپنے ملک کی کرلیس جس کا نام بھی زائد ہے کی قیمت میں اسی فیصد کمی کر دی ہے لیکن اس سے بھی صورتحال میں کوئی فرد نہیں پڑا۔

محبِ وطن، بے لوث خدمتگار
کمپیوٹر ایسوسی ایشن کے صدر

احمد علاؤالدین کے ساتھ بات چیت

احمد علاؤالدین ایک ہمدرد بے لوث خدمتگار سلجھے ہوئے محبِ وطن پاکستانی ہیں آپ نے کراچی سے الیکٹرانک انجینئرنگ اور ایم-بی-اے کی ڈگری لی۔

74ء میں یو بی ایل کمپیوٹر فیلڈ میں آئے آج یو بی ایل کراچی سینٹر کے وائس پریذیڈنٹ ہیں پاکستان میں کمپیوٹر سسٹم کے فروغ کے لئے نمایاں کردار سرانجام دے رہے ہیں۔

ہماری ملاقات اسلام آباد میں کمپیوٹر کی نمائش کے موقعہ پر ہوئی۔ بات چیت قارئین کی نظر ہے۔

احمد علاؤالدین نے کمپیوٹر ایسو سی ایشن کے اغراض و مقاصد کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ یہ آرگنائزیشن نان پرافٹ بنیادوں پر کام کر رہی ہے کل 1500 ممبران 250 آرگنائز ممبر ہیں ہماری تنظیم کا بنیادی مقصد پاکستان میں کمپیوٹر کے فروغ کے لئے جدید معلومات فراہم کرنے کے لئے ایسی نمائشیں، سیمینارز منعقد کرنا ہے جس سے عوام میں بہتر سے بہتر طریقے سے کمپیوٹر استعمال کرنے کا جذبہ اور رجحان پیدا ہو۔

گزشتہ دس سال سے ہم اس اعلیٰ مقاصد کے حصول کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں ہر سال ملک کے مختلف حصوں میں دو تین کمپیوٹر نمائش کا اہتمام کرتے ہیں کراچی میں مسلسل دس سال سے نمائش لگا رہے ہیں اسلام اباد کی جو نمائش آپ دیکھ رہے ہیں اس کا افتتاح وفاقی وزیر خزانہ جناب سرتاج عزیز نے کیا ہے اس کے بعد پشاور میں بالترتیب نمائش منعقد ہوں گی ہم نے کوئٹہ، فیصل آباد اور لاہور میں بھی کمپیوٹر کی کامیاب نمائشیں منعقد ہوں گی۔ آئندہ ملتان، حیدر آباد گوجرانوالہ، سیالکوٹ سمیت ڈسٹرکٹ لیول کی اہم جگہوں پر نمائش لگانے کا پروگرام ہے۔

نمائش کے علاوہ ہماری ایسو سی ایشن کمپیوٹر کی افادیت کو عام کرنے کے لئے ٹریننگ ورکشاپس بھی کرواتی ہے۔ ہماری ایسو سی ایشن نے پچھلے سال چار پاکستانی بچوں کو انٹر نیشنل نمائش میں شرکت کے لئے منیلا، سنگا پور بھیجا تھا۔ کارکردگی کے لحاظ سے چاروں بچے اچھے رہے ہمارے لئے فخر کا مقام ہے۔

اس سال سنگا پور، انڈونیشیا میں بین الاقوامی مقابلے ہو رہے ہیں ہم انٹر نیشنل مقابلوں میں پاکستانی بچوں کو بھیجیں گے اس سے قبل ماہ جون جولائی میں ملک گیر بنیادوں پر کمپیوٹر کا مقابلہ کرائیں گے جو بچے سلیکٹ ہوں گے انہیں بین الاقوامی برادری مقابلے میں بھجوائیں گے۔ تاکہ پاکستانی بچے بین الاقوامی برادری کے سامنے اپنی صلاحیتوں کا بھر پور انداز سے مظاہرہ کر سکیں۔

پاکستان میں کمپیوٹر مینو فیکچرنگ کے بارے میں ایسوسی ایشن کے صدر نے بتایا کہ پاکستان میں فی الحال کمپیوٹر بنانے کی صلاحیت نہیں البتہ ہم (SOFTWARE) سوفٹوئیر بنا سکتے ہیں ہارڈوئیر کمپیوٹر کو اور سوفٹوئیر (SOFTWARE) کمپیوٹر کے پروگرام کو چلاتا ہے۔ پاکستان کے پاس اس کو بنانے کی صلاحیت، اہلیت ہے ہم زیادہ فائدہ سوفٹوئیر (SOFTWARE) کو بنا کر زیادہ سے زیادہ زرمبادلہ کما سکتے ہیں۔

انڈیا اس وقت چار سو ملین ڈالر کے سوفٹوئیر (SOFTWARE) ایکسپورٹ کر رہا ہے۔ جاپان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ دو تین سال تک سوفٹوئیر کی شارٹیج چھ لاکھ تک پہنچ جائے گی اب بھی جاپان چائنہ اور انڈیا سے تجربہ کار افراد کو حاصل کر رہا ہے۔ پاکستان نے ابھی تک اس اہم فیلڈ میں توجہ نہیں دی ہمارا دعویٰ ہے کہ اگر پاکستان اس فلیڈ کی طرف توجہ دے اس کو صنعت کا درجہ دے کر جو صنعت کار اس فلیڈ میں آنا چاہتے ہیں آسان شرائط پر قرضے دے کر حوصلہ افزائی کرے باقاعدہ منصوبہ بندی کے ساتھ اس فیلڈ کو آرگنائز کرنے سے پاکستان اربوں ڈالر زرمبادلہ کما سکتا ہے۔ بحیثیت محبِ وطن پاکستانی میری پاکستان کے صنعت کاروں سے اپیل ہے اس فیلڈ میں آئیں اس فیلڈ میں مشینری کی بہت کم ضرورت ہوتی ہے تجربہ کار افرادی قوت درکار ہوتی ہے۔

نوجوانوں میں بڑھتی ہوئی بے روزگاری پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے احمد علاؤالدین نے کہا کہ پاکستانی نوجوانوں کو چاہئے کہ وہ تعلیم کے ساتھ ساتھ کمپیوٹر کی لازمی ٹریننگ حاصل کریں کمپیوٹر موجودہ جدید دور میں ہر انسان کی ضرورت بنتا جا رہا ہے۔

کمپیوٹر کی ٹریننگ حاصل کرنے سے روزگار کے زیادہ سے زیادہ مواقع ملیں گے بلکہ بیرونی ممالک میں بھی ملازمت کے دروازے کھلے رہے ہیں۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کی بدولت ہی ہمارے نوجوان ترقی و خوشحالی کی طرف گامزن ہو سکتے ہیں ہماری ایسو سی ایشن نوجوانوں کو کمپیوٹر کے ٹریننگ کے لئے حکومت کے ساتھ مکمل تعاون کرنے کے لئے تیار ہیں۔

اگر حکومت ہماری تجاویز، مشوروں پر عمل کرے تو ہم آئندہ پانچ سال میں ملک میں نوجوانوں میں بڑھتی ہوئی بے روزگاری کا سدِ باب کر سکتے ہیں۔

تصویری جھلکیاں

سعودی عرب کے معزز مہمان ایک تقریب میں

تصویری جھلکیاں

توشیاکی موٹو لیڈر جاپانی مشن اور سفیر جاپان مسٹر کوفیو مورا کا صدر پاکستان سے ملاقات کے دران

فرانسیسی تقریب میں صدر پاکستان غلام اسحاق خان فرانسیسی سفیر جین پیئر سے ملاقات

۱۲ رکنی چینی پارلیمانی وفد زیر قیادت سی پی پی سی فرسٹ وائس چیئرمین مسٹر وانگ رنیتر بوتگ صدر پاکستان غلام اسحاق خان سے ملاقات کے دوران

صدر پاکستان جرمنی کے صدر وریسیکر کے ساتھ ٹوکیو میں ایک ملاقات کے دوران

سوڈان کے قومی دن کی تقریب میں چیئرمین سینیٹ ابو زید الحسن ابو زید، وسیم سجاد، امریکی سفیر رابرٹ بی اوکلے اور سوڈانی سفیر

وزیر اعظم میاں نواز شریف جاپانی ایمبیسی کے دیے گئے استقبالیہ میں

جاپانی سفیر کو نیو مورا کا وزیر اعظم کے مشیر برائے دفاع سید اجلال حیدر زیدی کے ساتھ

چیئرمین سینیٹ وسیم سجاد سوڈان کے قومی دن کی سالگرہ کا کیک کاٹتے ہوئے

ترکی کے سفیر یاکی الکن قائم مقام صدر پاکستان
وسیم سجاد ...

چیئرمین سینیٹ وسیم سجاد سفیر اومان عبداللہ المسافر سے الوداعی ملاقات کے دوران -

چیئرمین سینیٹ وسیم سجاد رومانیہ کے سفیر کے ساتھ رومانیہ کے قومی دن کی تقریب کے موقع پر

وفاقی وزیر ریلوے میر ہزار خان بجارانی کو الشفاء ٹرسٹ آئی ہسپتال کے صدر لیفٹیننٹ جنرل جہانداد خان بریفنگ دیتے ہوئے -

ناروے کی طرف سے پاکستان کو دی جانیوالی مالی امداد کے سمجھوتے پر دستخط ہوتے ہوئے

روحانی پیشوا برہان الدین الشفاء ٹرسٹ کیلئے چیک پیش کرتے ہوئے

آسٹریا کے سفیر ڈاکٹر ہینز والڈ وفاقی وزیر انوائرنمنٹ سردار یعقوب خان کے ساتھ

جواد منصوری سفیر ایران ملک نعیم خان وفاقی وزیر کامرس سے مذاکرہ کرتے ہوئے

وفاقی وزیر اعجاز الحق ڈاکٹر گیتھ پھیران سے ایک مذاکرے میں

سفیر آسٹریا وفاقی وزیر فوڈ اگریکلچر اور کواپریٹوز سے ملتے ہوئے

اعجاز الحق پہلوانوں کو ٹرافیاں دیتے ہوئے

گورنر سرحد امیر گلستان جنجوعہ ایڈیٹر انچیف صدیق القادری سے تبادلہ خیالات کرتے ہوئے

چینی ایر اٹیچی کو نعیلیٹ بیگم کے ہمراہ صدیق القادری سے محو گفتگو

صدیق القادری قائد حزب اختلاف محترمہ بینظیر بھٹو کے ساتھ گفتگو کے دوران

برطانیہ کے انڈریو سائمز صدیق القادری سے گفتگو کے دوران

ظفر بختاوری الجیریا کے سفارتخانے کے منشر ادران کی بیگم اور صدیق القادری ایک سفارتی تقریب میں

سپیکر قومی اسمبلی گوہر ایوب کی طرف سے صحافیوں کے اعزاز میں تقریب کا گروپ فوٹو

گورنر سرحد نیپالی سفیر محو گفتگو درمیان میں صدیق القادری

پاکستان کے قریبی دوست برادر اسلامی مُلک کویت کے موجودہ سفیر کی اہلیہ

مدام بدریۃ الیاقوت صاحبہ سے تفصیلی انٹرویو

انٹرویو
محمد صدیق القادری ایڈیٹر انچیف یوتھ انٹرنیشنل میگزین

مدام بدریۃ الیاقوت کویت پر عراقی جارحیت کا ذکر کرتے ہوئے

چمکدار بڑی آنکھیں پُرکشش خدوخال نرم دل شیریں بیان، انتہائی خلیق، ملن سار، مہمان نواز، خوش لباس۔ اخلاق وکردار کا مجسمہ، حسنِ عرب سے مالا مال، خاتون شخصیت مدام بدریۃ الیاقوت کے ساتھ اپنے قارئین کرام کی ملاقات کر رہے ہیں۔ مدام بدریۃ الیاقوت پاکستان میں کویت کے موجودہ سفیر عزت مآب قاسم الیاقوت کی اہلیہ ہیں۔ آپ اعلیٰ تعلیم یافتہ جہاں دیدہ، روشن خیال، غریب پرور، شفیق وہمدرد، مضبوط اعصاب کی مالک، انتھک محنت کرنیوالی قابلِ تعریف خاتون ہیں عربی زبان کے علاوہ انگریزی اور اردو بڑی روانی سے بولتی ہیں۔ دکھی انسانوں کی بے لوث خدمت کو افضل ترین عبادت کا درجہ دیتی ہیں۔ مدام بدریۃ الیاقوت کا عقیدہ ہے۔

؎ یہی ہے عبادت یہی دین وایمان
کام آئے دُنیا میں انسان کے انسان

اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے اپنی زندگی کو وقف کئے ہوئے خدمتِ خلق میں روحانی خوشی واطمنانیت محسوس کرنیوالی مدام بدریۃ الیاقوت گزشتہ پانچ سالوں سے پاک کویت دوستانہ، برادرانہ تعلقات کے فروغ میں قابلِ تعریف کردار ادا کر رہی ہیں۔ پاکستانی خواتین کے کئی اداروں کی چیئرپرسن، صدر اور سرپرستِ اعلیٰ ہیں۔ مدام بدریۃ الیاقوت کے یہی ذاتی اوصاف انکی بیمثال عزت واحترام اور مقبولیت کا سبب ہیں۔ کویت کی اس عظیم المرتبہ خاتون کی پاکستان کے لئے بے لوث خدمات ہمیشہ یاد رہیں گی۔

مدام بدریۃ الیاقوت اپنے شوہر قاسم عمر الیاقوت کے ساتھ

ہر عظیم مرد کے پیچھے عورت کا ہاتھ ہوتا ہے

مدام بدریۃ الیاقوت یوتھ انٹرنیشنل کے خصوصی شمارہ کا مطالعہ کرتے ہوئے

مدام بدریۃ الیاقوت صاحبہ نے خاندانی پس منظر کے حوالے سے شخصیت کے بارے میں ہمارے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا!

صدیق القادری صاحب میرا تعلق کویت کے اوریجنل قبیلے بوڈی فیملی سے ہے۔ اس قبیلے نے کویت میں سب سے پہلے سکونت اختیار کی تھی اس قبیلے کا تعلق بنی خالد سے ہے جو جزیرہ عرب میں واقع ہے۔ میری فیملی متحدہ ہندوستان کے ساتھ تجارت اور شپنگ کاروبار کرتا رہا دادا کی فیملی نے کئی سال کراچی میں بزنس کیا میں کویت میں پیدا ہوئی۔ گرایجوایشن کیا۔ بزنس ایڈمنسٹریشن میں ڈپلومہ کیا۔ سٹوڈنٹ لائف میں غیر نصابی فلاحی سرگرمیوں میں بھی بھرپور حصہ لیا۔ میری پہلی ملاقات قاسم عمر الیاقوت کے ساتھ پیرس میں ایک سہیلی کے ہاں ہوئی۔ ہماری ذہنی ہم آہنگی اس حد تک ہو گئی کہ ہم نے باہمی رضامندی کے ساتھ ۱۹۶۹ء میں شادی کر لی۔ میری تین بیٹیاں ہیں۔ بیٹا کوئی نہیں جو زیر تعلیم ہیں۔

قاسم عمر الیاقوت کی شخصیت کے بارے میں ایک سوال پر معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ مدام یاقوت نے کہا!

ہر عظیم آدمی کے پیچھے عورت کا ہاتھ ہوتا ہے۔ مرد کی عورت ذہین ہو تو کامیاب ثابت ہوتی ہے اور مرد کو شہرت کی بلندیوں پر لے جاتی ہے۔ کامیاب ازدواجی زندگی میں عورت کا اہم رول ہوتا ہے۔ عورت کے لئے ضروری ہے کہ وہ مرد کے معاملات میں دلچسپی لے مشکلات کو جان کر مدد کرے۔ کامیاب زندگی کے لئے لازمی ہے کہ بیوی اپنے خاوند کے ساتھ ذہنی ہم آہنگی پیدا کرے قاسم رحمدل، سخی، ہمدرد اور شریف النفس انسان اور باصلاحیت شخص ہیں۔ دل کی گہرائیوں سے پیار کرنے والے قابل فخر شوہر ہیں۔ کبھی کبھی گرم ہو بھی جائیں تو جلدی ٹھنڈے ہو جاتے ہیں۔ بچوں کے ساتھ بے پناہ پیار کرتے ہیں۔ ان کے ساتھ نرمی اور فرینڈز کی طرح تعلقات ہیں۔ حاجت مندوں کی مدد کر کے خوشی محسوس کرتے ہیں۔ سوشل لائف پسند کرتے ہیں پینٹنگ کے منجھے ہوئے آرٹسٹ ہیں۔ ان کی پینٹنگ قابل دید ہے کلاسیکل موسیقی بہت پسند کرتے ہیں۔ نماز باقاعدگی کے ساتھ پنجگانہ ادا کرتے ہیں۔ اپنے فرائض دیانتداری کے ساتھ سرانجام دیتے ہیں۔

ازراہ مذاق ہم نے کہا! مدام صاحبہ آپ نے بحیثیت بیوی قاسم یاقوت صاحب کی اتنی تعریف

مدام بدریۃ الیاقوت، ھناعہ یوتھ انٹرنیشنل میگزین کے ایڈیٹر انچیف محمد صدیق القادری کو انٹرویو دیتے ہوئے

امیر کویت شریف النفس عظیم مسلمان اور رحم دل حکمران ہیں

کی لگتا ہے اچھے آئیڈیل شوہر کی متلاشی خواتین اب آپ کے لئے مسئلہ بن جائیں گی۔

مدام کا خوبصورت قہقہہ ......

سوشل لائف کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں مدام نے کہا میرے فلسفہ میں انسان کو کسی ملک کے اندر ایک گھر میں محبوس ہو کر نہیں رہ جانا چاہیے بلکہ عوام کے ذہنوں کا مطالعہ کرنا چاہیے لوگوں کی ثقافت اور رہن سہن کو دیکھنا چاہیے لوگوں کے دکھ سکھ میں شریک ہونا چاہیے تاکہ مختلف خطوں اور مملکتوں میں رہنے والے لوگوں میں عوامی سطح پر برادرانہ تعلقات میں قربت آئے۔ اس لئے میں نے یہاں کے عوام کے ساتھ تعارف اور تعلقات پیدا کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا حکم بھی ہے جو انسان زمین میں مخلوق کی خدمت کرتے ہیں میں آسمان میں ان کی مدد کروں گا۔"

صدیق القادری صاحب میرے لئے فخر کا مقام ہے کہ میں پاکستان کو اپنا گھر سمجھتی ہوں۔ پاکستانی بہت اچھے مہمان نواز ملنسار ہیں۔ مجھے پاکستانی کلچر بہت پسند ہے۔ میں پاکستانی شلوار قمیض بہت پسند کرتی ہوں۔ مجھے پاکستانیوں نے بہت عزت بخشی ہے یہاں کے لوگوں کی پرخلوص عقیدت اور اپنائیت سے بے حد متاثر ہوں۔ میرے دل میں پاکستان کیلئے بے پناہ محبت ہے۔ میں عربی، انگریزی کے علاوہ گھر میں اور گھر سے باہر اردو بھی بڑی روانی سے بولتی ہوں پاکستانی خواتین کی کئی تنظیمیں مثلاً گھر، فیملی پلاننگ، فرینڈز آف ایوا، کی چیئرپرسن، ہینڈ ان ہینڈز کلب کی صدر بے شمار فلاحی، سماجی، ادبی تنظیموں کی سرپرستی اور معاونت کر رہی ہوں۔ میرے نزدیک انسانیت ہی بڑی چیز ہے۔ بقول شاعر ؎

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ اطاعت کیلئے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

کویت پر عراقی قبضے کے اصل حقائق و واقعات کے بارے میں ایک سوال پر مدام نے انتہائی کربناک اور دکھ بھرے لہجے میں کہا!

قادری صاحب! عراق نے تیل کے لالچ میں کویت کے عوام پر ظلم و ستم کے پہاڑ ڈھائے ہیں۔ کویت کبھی

مدام بدریۃ اپنی بیٹیوں کیساتھ شاپنگ کرتے ہوئے۔

بھی عراق کا حصہ نہیں رہا۔ ہمارے امیر کویت جناب شیخ جابر الاحمد الصباح کی صدام بہت عزت کرتا تھا صدام برملا کہتا تھا امیر کویت عراق کے بھی لیڈر ہیں اگر مجھے کچھ ہو گیا تو امیر کویت ہی عراقی عوام کے رہبر ہونگے کویت عرب افضل مسلمان پرامن ملک ہے۔ کویت کا عراق کے ساتھ کوئی تنازعہ نہیں عراقی صدر نے تیل کے کنوؤں پر قبضہ کرنے کے علاوہ خلیج کے تمام ممالک کو ہڑپ کرنے کا خطرناک منصوبہ بنایا ہے۔ عراق سعودی عرب، بحرین، قطر متحدہ عرب امارات سمیت تمام خلیجی ممالک پر جارحیت خطرناک عزائم رکھتا ہے۔

کویتی عوام پر ظلم و ستم کا ذکر کرتے ہوئے مدام بدریۃ الیاقوت کی آنکھوں سے آنسوؤں کی قطاریں ٹپک رہی تھیں۔ انہوں نے انتہائی جذباتی انداز میں کہا عراقی فوجیں رات تین بجے کویت میں داخل ہوئیں۔ عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کی بے حرمتی کی۔ عورتوں کی بالیاں

عراق نے تیل کے لالچ میں کویت کے پرامن مسلمانوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ ڈھائے ہیں

انشاءاللہ کویت بہت جلد آزاد ہوگا

مدام بدریۃ الیاقوت گفتگو کرتے ہوئے

کیا، مظلوم کویتی عوام کو محبوس کار کھ کر خوراک اپنی فوجوں کو کھلا رہا ہے۔ کویت اور عراق کے عوام اس ضدی صدام کے ہاتھوں تنگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ بہت جلد کویت کو آزاد کرائے گا۔ صدام سے نجات دلائے گا۔

میرے خیال میں صدام کا ساتھ دینے والے بھی شیطان ہیں۔ میری پاکستان کے شریف عوام سے اپیل ہے کہ صدام حسین کو کویت آزاد کرنے کے لئے زور دیں صدام کی ہٹ دھرمی سے لاکھوں مسلمان مر رہے ہیں پاکستان میں چند لوگ پیسے لے کر صدام کی حمایت کر رہے ہیں۔ صدام کو صلاح الدین ایوبی کا نام دیتے ہیں۔ صلاح الدین ایوبی واقعی عظیم بہادر آدمی تھا۔ محاذ جنگ پر لڑتا تھا۔ صدام ڈر کر گیدڑ کی طرح بنکر میں چھپا ہوا ہے اس کا اپنا بیٹا بھی پائیلٹ ہے وہ بھی محاذ جنگ پر جانے کی بجائے بنکر میں چھپا ہوا ہے۔ بیوی بچوں کو عراق سے باہر بھیج دیا ہے۔ صدام ہرگز اسلام کا ہیرو نہیں ہے بلکہ پرلے درجے کا بزدل اور موقع پرست شخص ہے اس شخص کو اسلام اور فلسطین کے مسئلے سے کوئی دلچسپی نہیں، صرف اپنے ذاتی مفاد کے لئے اسلام اور فلسطین کا نام استعمال کر رہا ہے۔

صدام کویت کے بعد سعودی عرب، بحرین قطر اور متحدہ عرب امارات پر بھی قبضہ کے عزائم رکھتا ہے

مدام بدریۃ الیاقوت ایک تقریب میں پاکستانی خواتین کے ہمراہ درمیان میں بیگم صدا اسحاق تقرار ... ہیں

اسلام نے لڑائی میں عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو ہاتھ نہ لگانے کا حکم دیا ہے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے زمانے میں ان احکامات پر سختی سے عمل کیا صدام خود غرض، مغرور اور لالچی انسان ہے جس نے صرف کرسی کے لئے اپنے اقتدار کو مزید طول دینے کیلئے خلیج میں ہولناک کھیل کا آغاز کیا ہے۔

آپ کے میگزین کی وساطت سے میں (مدام بدریۃ) پاکستانی عوام سے پوچھنا چاہتی ہوں اگر یہی صدام پاکستان کو بھی ظلم و ستم کرے جو کچھ اس نے کویت میں کیا ہے تو کیا پاکستانی عوام اس شخص کو برداشت کریں گے؟ وہ کون سا مسلمان ہے اُس کے سامنے اُس کی بہن بیٹی اور بیوی کو ریپ کیا جائے تو وہ برداشت کرے گا۔ عراقی فوجوں نے صدام کے آرڈر پر کویتی مسلمان خواتین کی عزتوں کو لوٹا، معصوم بچوں کو مارا، بوڑھوں کو ختم

نوچیں، کان کاٹے، ناخن نکالے، بازو کاٹے، پستان کاٹے، عورتوں کو اُن کے مردوں کے سامنے ریپ کیا۔

امیر کویت کی بیویوں، خادماؤں کے بارے میں ہمارے سوال پر مدام بدریۃ نے کہا صدام نے کویت پر جارحیت سے توجہ ہٹانے کیلئے امیر کویت کے بارے میں غلط اور جھوٹ پر مبنی پروپگنڈا کیا ہے۔ امیر کویت عظیم شریف النفس حکمران ہیں۔ اسلام کی اجازت کے مطابق امیر کویت نے صرف دو شادیاں کی ہیں۔ ۲۰ بچے ہیں جبکہ صدام نے مسٹرلیس رکھی ہوئی ہیں۔

جنگ بندی کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں مدام نے کہا کویت کی آزادی ہی جنگ بندی ہوگی صدام کو عراقی مسلمانوں زندگیوں کی کوئی پرواہ نہیں۔ پہلے لاکھوں عوام کو ایران کے ساتھ مروایا اور اب بھی لاکھوں عوام کو جنگ میں مروا رہا ہے۔ صدام کہتا ہے کہ اگر ایک بھی سپاہی عراق میں رہا تو میں لڑائی کروں گا۔

تیل کے کنوؤں پر اتحادیوں کے قابض ہونے کے خدشات کے بارے میں مدام بدریۃ الیاقوت نے کہا کہ اقوام متحدہ کی قرارداد کے مطابق خلیج میں ۲۹ ملکوں کی فوجوں کے ٹروپس آئے ہیں۔ جن میں پاکستان ترکی، مصر، مراکش، بنگلہ دیش بھی شامل ہیں۔ عراق کا یہ پراپگنڈا غلط اور بے بنیاد ہے کہ امریکہ تیل پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ اصل میں امریکہ تیل پر قبضہ کرنا نہیں چاہتا تھا بلکہ عراق تیل پر قبضہ کر کے سُپر پاور بننا چاہتا ہے۔ صدام حسین کا پروگرام پورے گلف پر قبضہ کرنے کا ہے۔ انشاءاللہ صدام کا یہ خواب کبھی پورا نہیں ہوگا۔ انشاءاللہ کویت کی آزادی چند دنوں میں ہو جائے گی۔

کویت کی آزادی پر ہم بہت بڑا جشن منائیں گے۔ قادری صاحب اُس جشن میں آپ کو بھی بلائیں گے۔ میں یوتھ انٹرنیشنل میگزین کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ کویت کی آزادی کے لئے آپ کی خدمات کو سراہتی ہوں۔

مدام صاحبہ ہم آپ کے انتہائی مشکور ہیں کہ آپ نے اپنی قیمتی مصروفیات میں سے ہمیں انٹرویو کیلئے وقت دیا۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔

خدا حافظ۔

وفاقی وزیر مولانا عبدالستار نیازی ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے۔

ممتاز سیاستدان، سابق وزیر اعظم غیر ملکی صحافیوں سے محوِ گفتگو

پاکستان کے دورے پر آئے ہوئے عوامی جمہوریہ چین کے وفد کے ساتھ
گروپ تصویر چین کے سفیر بھی ساتھ کھڑے ہیں۔

بوھرہ فرقے کے ممتاز روحانی پیشوا سیدنا برہان الدین
وفاقی وزیر محنت، افرادی قوت و اوورسیز اعجاز الحق کے ساتھ

مسٹر یان ای پولس سفیر سویڈن سینٹ کے چیئرمین
وسیم سجاد کیساتھ ملاقات کر رہے ہیں۔

وفاقی وزیر سید فخر امام اسماعیلی فرقے کے روحانی پیشوا
پرنس کریم آغاخان سے ملاقات کرتے ہوئے

وفاقی وزیر برائے فوڈ، ایگریکلچر اینڈ کوآپریٹو لیفٹیننٹ جنرل عبدالمجید ملک پاکستان ڈیری ایسوسی ایشن
کے وفد کے ساتھ بات چیت کرتے ہوئے۔

سعودی عرب کے ڈاکٹر گیتھ آر پھیرون وفاقی وزیر نثار علی خان کے ساتھ
ملاقات کرتے ہوئے۔

سیکرٹری اکنامکس افیئرز ڈویژن مسٹر اے آر اخوندزادہ سفیر جرمنی الفریڈ بی ویسٹرنگ
مالی تعاون کے لئے ایک سمجھوتے پر دستخط کرتے ہوئے۔

نیو چائنہ نیوز
ایجنسی کے چھ رکنی
وفد کی منسٹری اطلاعات
نشریات مظہر رفیع کے
ساتھ ملاقات کرتے
ہوئے چینی سفیر اور
میڈیا کے ناظم بھی اس موقع پر موجود تھے

اسلام آباد چیمبر آف کامرس کے صدر خالد مسعود بھولا اور چیمبر کے ایگزیکٹو ممبران ہنگری کے سفیر
سے تجارتی امور پر تبادلہ خیال کر رہے ہیں۔

جمہوریہ کوریا کے سفیر، وفاقی وزیر
حامد ناصر چٹھہ
کے ساتھ ملاقات کرتے ہوئے

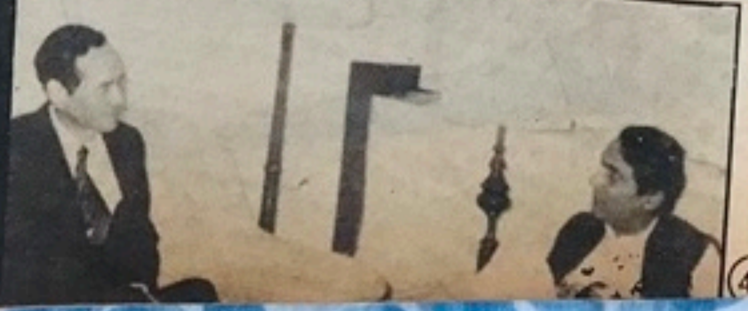

million yen has been extended in the shape of loan
assistance and grant-in aid to Pakistan. While loan
assistance is primarily geared to the strengthening of
economic infrastructure, the grant assistance
programmes place emphasis on projects designed to cater
for the basic human needs of the people.

(3) The booklet also provides a detailed insight into
Japan's assistance for Afghan refugees in Pakistan, and
up to FY 1988, its assistance for the Afghan Refugees
in Pakistan amounted to a total of 254.7 million
dollars. This aid includes Japan's assistance in
improving water supply conditions in Afghan refugee
camps in Quetta area, Small Scale Grant Assistance for
Japan-Afghan Medical Service, and financial and
technical assistance to the U.N. Agencies and other
international agencies which provide assistance to
Afghan refugees in Pakistan.

(4) Detailed statistics regarding Japanese assistance to
Pakistan for period 1961-1988 and Japan's Assistance to
Afghan Refugees in Pakistan for period 1979-1989 are
also given in the booklet.

2. As a country committed to peace and stability and as one of
the largest free-market economies of the world, Japan intends to
contribute to the maintenance and promotion of international
peace and security through its economic co-operation to the
developing countries as well as through its diplomatic efforts.
In line with this policy, the Government of Japan has been
treating Pakistan as one of the most important aid-recipient
countries of the world in view of continuing friendly relations
between the two countries. Pakistan has always been among the top
ten recipients of Japanese ODA, and in 1988, Pakistan ranked as
the sixth largest recipient of Japan's ODA with 4.7% of the total
amount of ODA disbursed by Japan.

3. The publication of this comprehensive booklet is a source of
readily available, accurate and up-to-date information on
Japanese assistance t Pakistan, and it is expected to make a
useful contribution to the Pakistani people's understanding of
growing economic co-operation between Japan and Pakistan.

Pictorial Trailers

سٹوڈنٹس کونسل کی تقریب سے وفاقی وزیر اعجاز الحق خطاب کرتے ہوئے

آئی سی سی آئی کے صدر خالد مسعود بھولا بلجیئم کے
سفیر کو ٹرافی دیتے ہوئے

اسلام آباد چیمبر آف کامرس کے صدر خالد مسعود بھولا کینیا کے
تجارتی وفد کے قائد کو چیمبر کا نشان پیش کر رہے ہیں۔ ساتھ کینیا
کے سفیر بھی کھڑے ہیں۔

ترکی کے سفیر ہاکی الکن وزیر اعظم نواز شریف
سے ملاقات کرتے ہوئے۔

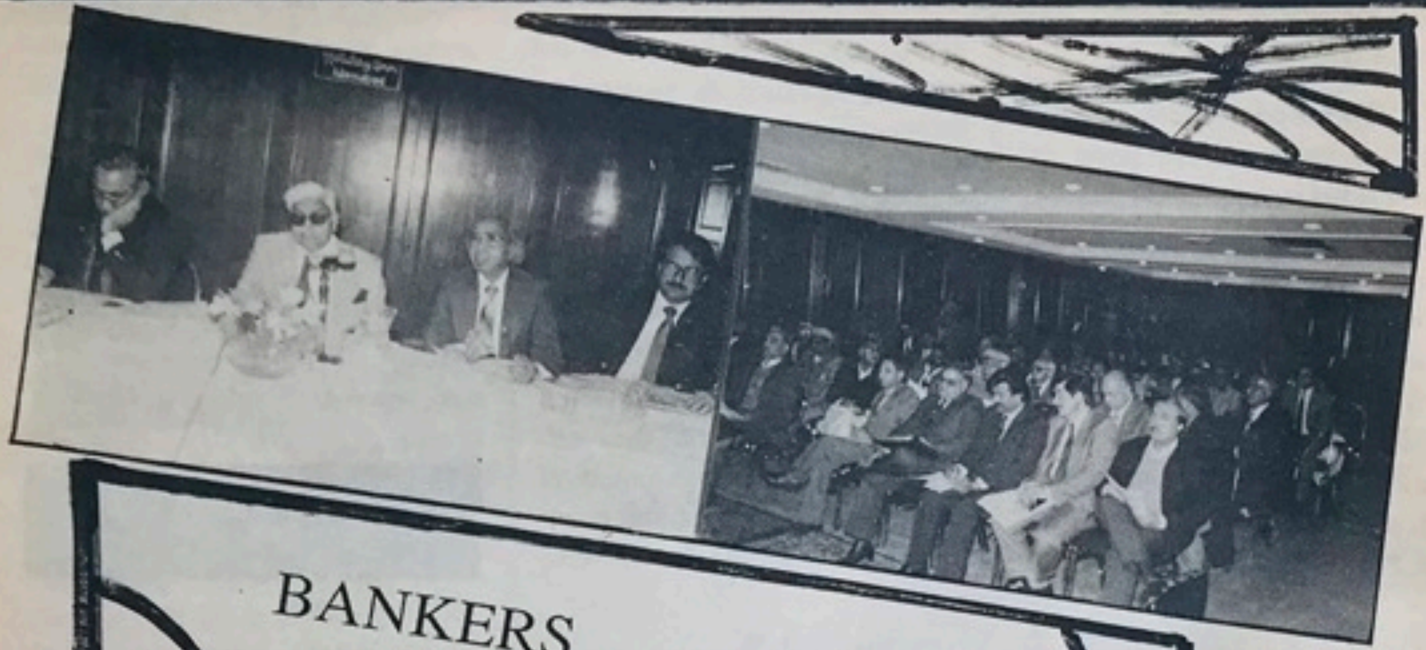

BANKERS EQUITY

THIS MEETING IS SIGNIFICANT AS IT MARKS THE COMPLETION OF THE FIRST DECADE OF BANKERS EQUITY'S EXISTENCE - A DECADE IN WICH THE COMPANY HAS ACHIEVED OUTSTANDING PERFORMANCE AND EARNED A NAME FOR ITSELF AS A LEADING DEVELOPMENT FINANCIAL INSTITUTION OF PAKISTAN. BANKERS EQUITY HAS, IN THIS SHORT EXISTENCE. MET TEH CHALLENGES OF THE TIMES BY ITS INNOVATIVE APPROACH IN PROVIDING PROJECT FINANCING TO THE PRIVATE SECTOR.

IT INTRODUCED ONE STOP UNIFIED FINANCIAL PACKAGING FACILITY AND PIONEERED NEW INSTRUMENTS OF FINANCING ON PROFIT AND LOSS SHARING BASIS.

IT HAS PROVIDED FINANCING TO A BROAD SPECTRUM OF INDUSTRIAL SECTORS, SUCH AS FOOD, BEVERAGES, TEXTILES, LEATHER, PAPER, CHEMICALS ADN FERTLIZERS, CEMENT AND ENGINEERING INDUSTRIES TO NAME A FEW.

IT ENCOURAGED NEW ENTERPRENEURS FROM PROFESSIONAL, BUSINESS, AGRICULTURAL BACKGROUDS TO SET UP INDUSTRIES, TOGETHER WITH FINANCING ESTABLISHED INDUSTRIES GROUPS ALSO.

BEL'S PERFORMANCE FOR THE YEAR UNDER REVIEW HAS ALSO BEEN SATISFACTORY. DETAILS OF BEL'S PERFORMANCE FOR THE YEAR AIR GIVEN IN THE ANNUAL REPORT 1990 CONSISTING OF THE DIRECTORS REPORT TO THE SHAREHOLDERS AND THE ANNUAL ACCOUNT OF THE COMPANY. DURING 198990, BANKERS EQUITY APPROVED FIANNCING FOR 110 PROJECTS FOR A TOTAL AMOUNT OF RS. 14,442 MILLION COMPARED TO RS. 3,563 MILLION IN THE PREVIUS YEAR. OUT OF THIS BANKERS EQUITY'S PORTION IS RS. 4,477 MILLION COMPARED TO RS. 2,297 MILLION LAST YEAR A 95% INCREASE.

TOTAL SYNDICATE DISBURSEMENTS WERE RS. 5,131 MILLION COMPARED TO RS. 2,734 MILLION - AN INCREASE OF 88% DISBURSEMENTS BY BEL ALONE INCREASED TO RS. 4,940 MILLION FROM RS. 2,493 MILLION LAST YEAR.

GROSS INCOME INCREASED BY 25.3% TO A RECORD OF RS. 739 MILLION FROM RS. 590 MILLION IN 1988-89. PROFIT FOR THE YEAR (AFTER TAXATION HOWEVER DECREASED TO RS. 48 MILLION FORM RS. 102 MILLION DUE MAINLY TO HIGHER BORROWING COST AND PROVISION FOR CONTINGECIES. AS UCH DIVIDED PROPOSED IS AT RATE OF 9 PERCENT COMPARED TO 16 PERCENT LAST YEAR.

WE ARE HOWEVER VERY OPTIMISTIC OF BEL'S CONTINUING GROWTH AND INCREASED PROFITABILITY IN FUTURE YEARS AND ARE TAKING NECESARY STEPS TO INCREASE RESOURCES BY ARRANGING ADDITIONAL CREDIT LINES, INCREASING FUNDS MOBILISATION, MAKING RECOVERIES AGGRESSEIVELY AND BY GIVING PRIORITY IN FINANCING TO INDUSTRIES IN RURAL AREAS AND DIVERSIFICATION OF OUR PORTFOLIO.

WE EXPECT THAT STEPS ANNOUNCED RECENTLY BY THE PRESENT GOVERNMENT TO PROMOTE INDUSTRIALIZATION AND TO REVITALISE THE ECONOMY WILL GENERATE FRESH INVEMENT AT A GREATER PACE IN ALL PROVINCES.

ANTICIPATING THE INCREASED DEMAND OF INVEMENT FUNDS AND SERVICES REQUIRED. BANKERS EQUITY IS FURTHER EXPANDING ITS CAPABILITIES AND NETWORK. BANKERS EQUITY'S OFFICE IN ISLAMABAD IS BEING UPGRADED TO PROVIDE COMPLETE RANGE OF SERVICES INCLUDING PROJECT APPRAISALS, APPROVALS, FINANCING, DOCUMENTATION, IMPLEMENTATION AND MONITORING TO THE ENTREPRENEURS IN THE NORTHERN PUNJAB. NWFP AND AZAD KASHMIR REGIONS. THE LAHORE REGIONAL OFFICE WILL BE FURHTER STRENTGHENED TO ALSO PROVIDE A SIMILAR COMPLETE RANGE OF SERVICES TO THE ENTREPRENEURS IN LAHORE DIVISION AND SOUTHERN PUNJAB.

WE ARE ALSO SETTING UP A CELL FOR PROJECT IDENTIFICATION, WHERE PROFITABLE INDUSTRIAL INVESTMENT OPPORTUNIES IN VARIOUS SECTOR/INDUSTRIES/LOCATIONS WILL BE IDENTIFIED FOR GUIDANCE AND ASSISTANCE OF PROSPECTIVE ENTREPRENEURS.

SOCIAL ACTIVITIES

1. The Embassy of Japan in Pakistan has issued a comprehensive booklet titled **"Japan's Economic Co-operation to Pakistan"** which gives a detailed account of the assistances that the Government of Japan has provided to Pakistan ever since the two countries established diplomatic relations in 1952:
   (1) The booklet focuses mainly on the 1988-1989 period with special reference to some major projects undertaken during the last decade, as well as aid provided to Afghan refugees in Pakistan.
   (2) The booklet provides information regarding Japan's ODA to Pakistan, which has been directed toward development of infrastructure, rural areas, education and health-care facilities. Up to FY 1989, a total of 654,845

Mr. Parvez Saleemi The Organizer of Gymnastics in Pakistan.

Whenever the name of magnificient sport like gymnastics is mentioned, the name of people who have advanced the sport is also naturally mentioned among these, the name of Mr. M. Parvez Saleemi deserves special mention. Because he advanced this sport of Gymnastics at a time when all the senior gymnasts of Pakistan had left the game, and there was no organizing work being done. Neither did there exist any facilities for coaching and training.

Seeing this sad state of affairs, Mr. Saleemi started planing. In this connection he formed the National gymnastics centre of Pakistan, in 1983. In a basis of self help, he on the fourm of National gymnastics centre organized training and coaching camps from Karachi to Peshawer and apart from this held tournaments in various cities of the country, which contributed greatly to the sport. That is the reason why though hardly an body knew about the game of gymnastics in 1983. Now it is popular throughout the country and being organized and developed on better and better lines. Gymnastics training centres now exist in Lahore, Shahdara, Sheikupura, Sialkot, Faisalabad, Rahim Yar Khan, Multan, Dera Ghazi Khan, Peshawer, and Karachi etc. Under the auspices of National Gymnastics Centre, Pakistan. Thousands of Gymnasts have received modern training here, and many have been selected in the teams fielded by Punjab (Junior and Senior), Sind, Wapda, NWFP and Pakistan Railways.

This organization has done valuable work in promoting gymnastics. It has imported latest techniques and acquainted practitioners with the rules and regulations of the game.

Apart from this, this organization is also in touch with other countries and imports recent literature and the Gymnastic Code of point Book, for the benefit of its students.

This beautiful game of gymnastics faces many problems. There is not a single gymnasium in the country for the sports men. Nor is there any modern equipment. This is why, due to lack of facilities, Pakistani sportsmen are not able to obtain position in International tournaments.

To counteract these problems, Mr. Parvez Saleemi toured abroad. This improved cordial relations, and since 1984 the Pakistani Team has been regularly touring Iran. His this visit enabled Pakistan to start competing in international competitions and thus another avenue for gymnastics advancement was opened. Mr. M. Parvez Saleemi and his students set up a gymnastics Team of Wapda, in 1984, which is continuously Champion Team of Pakistan since established.

Since there is not a single Gymnasium in Pakistan. The National Gymnastic Centre is trying to construct one. There, the best sports men will get all the facilities for polishing their sport.

The purpose of this organization is to spread the game all over Pakistan and provide players, with all the facilities. The progress of any sport depends upon the sponsorship of the Govt. and the sports Board of Pakistan. The PSB is not providing any sort of facilities for this sport and Nor are any coaches invited from foreign countries to import training. The PSB should make a substantial increase in the grant of the Pakistan Gymnastics Federation; So that it can hold more training Camps, organize tournaments and send its players abroad for international competitions. But the Govt. or the PSB is not displaying any interest in this matter

National Gymnastic Centre, Pakistan, Wording on the self-help basis for the advancement of Gymnastics throughout the country and it is felting no Governmental Support, Nor has it the cooperation of the Sports Board of Pakistan.

And if by doing this we are able to take the sports at the door steps of our people, then we will be quite a large extent achieve the goals of all sports loving people a step towards building a Healthy Nation.

Remaining Ghulam Hussain Shah

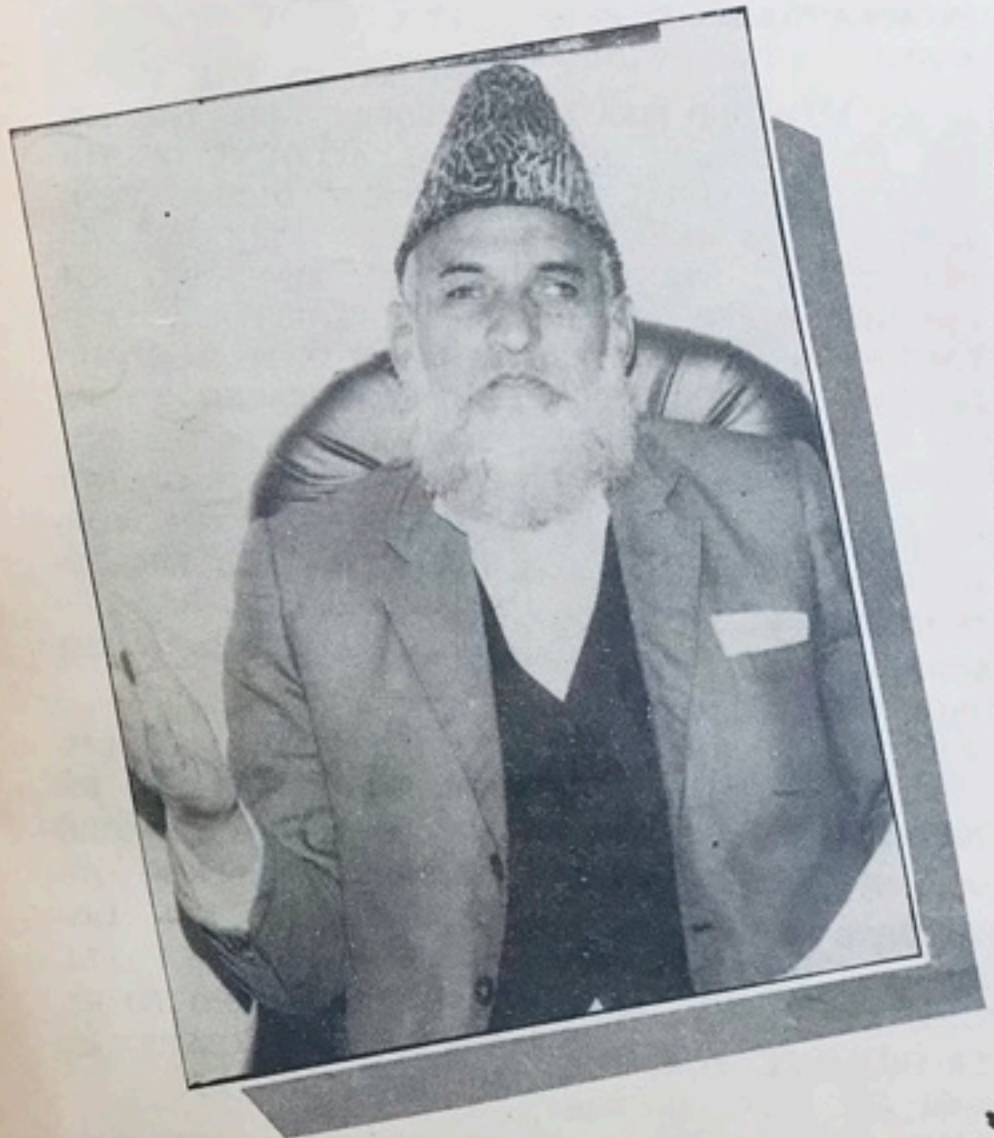

to mention here that to defend one's country there is no harm to make alliance with Jews and other non Muslims as there is an example of a pact made by the Great Prophet (Peace be Upon Him) termed as "Meesaq-e-Madina"

In the end Syed Ghulam Hussain Shah strongly condemned the Allied forces for their blind bombardment on Iraqi citizens. He said we are interested in the existence and soverlgnity of Kuwait in which way we are interested in the freedom of Kuwait, Kashmir, & Palestine. The allied forces have only been allowed to use force aqainst Iraq only in Kuwait, they are not justified to ruin the resources Kuwait, they are not justified to ruin the resources of whole the Muslim Umma.

1969, while he has since been a firm supporter of the Palestine Liberation Organisation and its Chairman, Yasser Arafat, as the sole authentic representative of the people. He has, thus, resisted attempts to persuade him to fall in line with the strategy adopted by the United States and its allies of seeking support for separate peace deals, and has given firm diplomatic and financial support not only to the PLO, but also to the front-line states, like Jordan and Syria.

At the same time, though disagreeing with the Egyptian-Israeli agreement signed at Camp David, Sheikh Zayed has exerted his efforts in subsequent years to help to bring Egypt back into the Arab fold, believing that Arab unity will come to naught unless the region's most populous state is involved.

And, as the 1973 October War showed, he is also prepared when necessary to contribute the UAE's financial and oil power to the struggle to regain Palestine.

The Arabism that underlies his support for the Palestinians can also be seen at a regional level, where Sheikh Zayed has been a prime mover in the gradual drawing together of the Gulf states. Always regretting the decision by Qatar and Bahrain that they were unable to march to independence as part of a federation with the UAE, Sheikh Zayed has, since independence, worked to strengthen links between the six Arab Gulf states, efforts that eventually were crowned with success five years ago, in May 1981, when the Gulf Co-Operation Council was formally created at the Abu Dhabi summit meeting.

It is, Sheikh Zayed believes, natural that the Gulf states, with their common language, culture, religion, tradition and customs, should come together in a federation, just as it was natural that the seven emirates should also come together in an even more closely linked entity.

At the same time, however, Sheikh Zayed has insisted from the birth of the federation, and from the foundation of the GCC, that the two organisms should not be considered in any way as a diversion from the overall goal of full Arab unity. Instead, he believes, by consolidating relations and ties on a regional basis, they can help to provide a cornerstone, from the Gulf, of the eventual edifice of pan-Arab unity.

In the twenty years since he became Ruler of Abu Dhabi, and in the fifteen years since he became the first President of the United Arab Emirates, Sheikh Zayed has presided over a rapid development of his country, and over its establishment on the international scene. If the people of Abu Dhabi, and later of the United Arab Emirates as a whole, placed their hopes in him when he became Ruler and then President, those hopes have been amply fulfilled. It is, therefore, not surprising that his fellow Rulers of the UAE unanimously re-elected him to successive five year terms in 1976 and 1981, while it seems almost inevitable that he will be re-elected to a fourth five year term during the latter part of 1986.

Any profile of the man who has become Ruler and President, however, is not complete without a re-statement of the important role that his deeply-held faith of Islam has played in his life.

In his eyes, Islam is not a fatalistic faith. It is one of submission to God, but not of accepting one's lost without seeking to improve it; one that enjoins every believer to do what is within his power to help the less fortunate, and to treat every human being as an equal.

«It is Islam that asks every Moslem to respect every personc - Sheikh Zayed says - «Not, I emphasise, special people, but every person. In short, to treat every person, no matter what his creed or race, as a special soul is a mark of Islam. It is just such a point, embodied in Islam's tenets, that makes us proud of Islam. To be together, to trust each other as human beings, to behave as equalsc.

Remembering the poverty from which Abu Dhabi suffered during his youth and early manhood, Sheikh Zayed is well aware that it is the will of God that Abu Dhabi and the UAE have the resources to enable them not only to enjoy a prosperous life, but also to assist others.

That faith, and that awareness of his duty, as a human being, as a Moslem, towards all others, whatever their station and whatever their race, creed or nationality, is the key to the man and the key to an understanding of why he has succeeded so well in the years since he first took up a post in government, four decades ago in his greatly-loved inland oasis-city of Al Ain.

We are

Manufacturers, Exporters, Contractors, Suppliers & Prequalified Contractor of Health Deptt. Of:

Surgical Gauze, Surgical Bandage, Hospital Linen Cloth, Hospital Garments. Uniforms of Armed Forces.

Contact:
M/S
Al-Qadri Trading Corp (Regd)
(Member of Chamber of Comerce).

Head Office:
6th Floor Aiwan-e-Auqaf. P.O. Box No. 2441, G.P.O.
Shahrah-e-Quaid-e-Azam
Lahore, Pakistan. Phone: 54729

COTTON TEXTILES & TEXTILE ARTICLES

FOR ALL TYPE COTTON TEXTILES AND TEXTILE GARMENTS

ARTICLES: Bedding Clothing, Dressing Material, Hospital Garments, Uniforms of all Forces, Towels, Bed Sheets, Blankets Woolen, K.T. Lattah, Malmal, Dossoti, Linen Cloth, etc.

Contact:
AL-QADRITRADING CORPORATION (Regd.).
Manufacturers, Govt. Contracters, Suppliers.
Head Office: 6th Floor Aiwan-e-Auqaf. Shahrah-e-Quaid-e-Azam, Lahore. Pak.
P.O. Box No. 2441, G.P.O.
Phone: 54729

Syed Ghulam Hussain Shah convenor Muslim conference forward block Azad Kashmir.

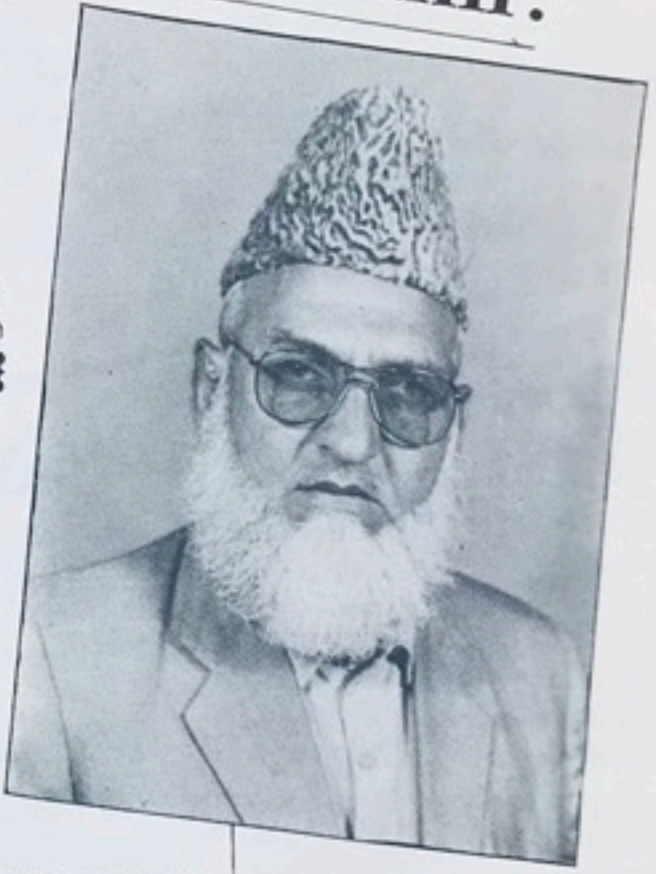

Syed Ghulam Hussain Shah Convenor Muslim Forward Block Conference Azad Kashmir made a statement as under :-

The fact is not concerned with any interest in Saddam Hussain but it relates to his brutal invasion over Kuwait which has shocked the hearts of the Muslim all over the world and has badly ruined the resources of Muslim Umma. Saddam Hussain has attacked upon a weak country. Thus he has invited the big powers to interfere in the Gulf affairs. It is undoubtedly the worst example of this era.

On 5th February the prime Minister of Pakistan made an appeal to observe the Day of solidarity with the oppressed Kashmir is and Muslim States of the Gulf. The above statement was made by Syed Ghulam Hussain Shah on that occasion.

Mr. Ghulam Hussain Shah said," on the appeal of Prime Minister of Pakistan Mian Nawaz Sharif, a complete strike in Azad Kashmir and throughout Pakistan was observed as a token of support in favour of Mujahidin Kashmir and Muslim States of Gulf. It has also proved that whole the nation fully supports the Kashmiri Mujahidin who are figting against Indian aggression over occupied Kashmir. Whereas on 10th February the appeal for strike on the said occasion was made by P.D.A. and Prime Minister of Azad Kashmir which has badly failed. It is evidently proved that the people of Pakistan are with the I.J.I. and they fully support its' Government policies. Syed Ghulam Hussain Shah said," it is a mockery and unadvisable that Sardar Ibrahim and some other political leaders support a Dictator Saddam Hussain who is an invador and has nothing to do with the Muslim Umma as well as the democracy and therefore these political leaders are not serving the cause of democracy and that these people are not Just loving. If today an in is allowed to swallow up a weak country there would be no weak country safe at the hands of strong country.

Some people criticise the Saudi Arabia as it has invited foreign powers to defend its country. These people forget to note that if this action was not taken the Iraqi forces would have easily taken over Saudi Arabia and other Gulf States. Besides the Secular Iraq would have ruled over Saudi Arabia. It would not be out of place

Continue on Page No. 27

then achieved by Abu Dhabi, despite his lack of oil revenues. Together, Sheikhs Zayed and Rashid agreed that they would form a federation — and they invited the rulers of all of the other five Trucial States, and of Qatar and Bahrain, to join the embryonic body, to face the future together.

This agreement was to form the basis for the federation of the United Arab Emirates that eventually emerged.

The idea of cooperation between the Trucial States was not new. A common history, language and culture had long formed a basis of unity between the Rulers, and people, of the coastal and inland areas of the south east Arabian peninsula, while the everchanging pattern of alliances over previous centuries, sometimes friendly, and sometimes less so, had helped to create the sense of a common identity. Moreover, since the beginning of the nineteen fifties, there had been regular meetings of all the Rulers in the Trucial States Council. With associated bodies, such as the Trucial States Development Council, this had done much to foster a sense of common purpose, while Sheikh Zayed's own generosity in providing part of his oil revenues for development projects within the other smaller and poorer emirates after his accession had also contributed substantially to a recognition of the benefits that could be obtained from choosing to go ahead together, and not singly, to face the world as an independent state.

Despite long and intensive negotiations between the period from 1968 to 1971, it eventually proved impossible for the Rulers of all nine emirates to agree to march forward together. Qatar and Bahrain chose, instead, to opt for a separate independence, which they achieved a few months before the UAE. The Trucial States, however, managed to reach an agreement. In July 1971, with independence only a few months away, six of the seven emirates agreed to form the United Arab Emirates. In recognition of their roles in the formation of the new state, Sheikhs Zayed and Rashid were elected by their fellow rulers, respectively, as President and Vice President. The remaining emirate, Ras al Khaimah, adhered to the new state a few weeks after independence.

Thus in December 1971, little more than five years after he had become Ruler of the Emirate of Abu Dhabi, Sheikh Zayed took on the additional, and onerous task, of President of the newly independent state.

Like other new states, the United Arab Emirates entered upon the world stage relatively unknown to the rest of the international community. Fortunately, however, Sheikh Zayed had already ensured that he, and the emirate of which he was Ruler, had won a certain degree of international recognition. He himself had travelled widely within the Arab world, preparing for the future by establishing relations with key Arab states like Jordan, where he visited the ceasefire lines with Israel in 1969, and improving relations with Saudi Arabia, and the fellow Gulf state of Kuwait, which, like Abu Dhabi, had made a substantial contribution to the commencement of the development process in some of the poorer northern emirates. Abu Dhabi, became a member of the Organisation of Arab Petroleum Exporting Countries and of the Organisation of Petroleum Exporting Countries, and also played its part in a number of Arab conferences, covering topics such as tourism, information, and labour and social affairs.

As a result, the new state rapidly received recognition from its fellow Arab League members, and took up membership of the United Nations, and a wide range of other international bodies. It did so, moreover, with several years of international diplomatic expertise already under its belt, expertise that was to serve it well in the years ahead.

The only significant remaining problem in relation with its neighbours at independence was the question of the border between Abu Dhabi and Saudi Arabia, which was, however, resolved during the course of 1974, when Sheikh Zayed, in the pursuit of longer-term Gulf stability, agreed to make concessions that won the new state the friendship of its important neighbour. Independence did bring a crisis in relations with Iran, on the other side of the Arabian Gulf, which had seized three islands, two belonging to Ras al Khaimah, and one belonging to Sharjah, the night before independence. While maintaining the UAE's legitimate claim to the islands, however, Sheikh Zayed and his colleagues within the Supreme Council of Rulers made it clear that they could not permit this to prevent the development of an understanding with Iran, and despite the changes in Iranian politics that have occurred since then, with the upheavals associated with the Islamic Revolution that overthrew the Shah, and the subsequent Iraq-Iran War, the United Arab Emirates has managed to maintain neighbourly ties with its fellow Gulf state across the waterway.

At home, the first few years of independence saw great changes — particularly in the years after 1973-1974, when the sudden increase in oil prices gave Sheikh Zayed and the Government oil revenues in massive quantities. The Governmental machine, largely funded by contributions from the Emirate of Abu Dhabi, was able to finance a wide-ranging and comprehensive development programme that has, today, succeeded in raising the United Arab Emirates to the level of one of the world's most modern states.

At the same time, recognising the desire of the people for the consoldation of the new-born federation, Sheikh Zayed took the lead in 1973 in the strengthening of the federal institutions, by dissolving the Cabinet created for Abu Dhabi only in 1971, and by assigning to the federation a number of key areas of responsability that had previously been handled at the level of the emirate, such as health, and education. The move provided extra impetus for the federation, and helped significantly in the creation of a sense of state-hood amongst the population of the seven individual emirates. The initial steps in 1973 were followed in subsequent years by agreement to handle on a federal level such other key items as the police and state security, the armed forces, which were unified in 1976, and questions of nationality and immigration.

While providing, through his own example, encouragement to his colleagues within the Supreme Council of Rulers, to commit part of their authority to the new federal institutions, Sheikh Zayed also continued his own generous programme of providing assistance, both through the federal budget, and on a direct basis, for the development of facilities throughout the country. From the smallest mountain villages to the tiniest desert oasis, Sheikh Zayed's keenness to ensure the progress of his fellow-countrymen has to a large estent been responsible for the development

process.

With the achievement of independence,of course, there were also other problems to be faced. Internally, political independence did not, in itself, mean full economic independence. The mainstay of the country's economy, its oil, vas still largely under the control of foreign companies, and was run by expatriate employees. Until the UAE itself, and its individual emirates, could really exert control over this basic industry, Sheikh Zayed felt, full independence could not be achieved. Thus, within the emirate of Abu Dhabi, which has always been, by far, the country's most significant oil producer, the Abu Dhabi National Oil Company was first established shortly before independence, and was then given first a minority, and then a majority shareholding in the key ADCO and ADMA-OPCO concessions. Under the direction of Sheikh Zayed, moreover, the companies, supervised by ADNOC and by the Department of Petroleum, set about a programme of training UAE citizens to take up posts in the oil industry. Today, citizens of the Emirates - qualified and experienced - are playing an increasing important role in the management of this key natural resource.

In a whole host of other spheres too, some of which are outlined elsewhere in this Yearbook, the United Arab Emirates is training its own personnel, in its own institutions, so that they can play their part in the development of their country, not only for their own benefit, but also for that of future generations. In education, in health, in the protection of the country's heritage, in the industrial and agricultural sectors, and in the whole range of administrative tasks that befall a modern state, citizens occupy the key posts - a far cry from the days before independence, and before Sheikh Zayed came on the scene as Ruler of Abu Dhabi.

Externally, the years since independence have seen major challenges. These, too, the United Arab Emirates has tackled, effectively, albeit usually in a low-key manner, as befits the character of the country's leader. The outbreak of the October War in 1973 saw the President taking the lead in the imposition of the Arab oil embargo on the United States, warning that 'Arab oil is not dearer than Arab blood', and committing the country's economic power to the pursuit of the national goal of the liberation of Palestine.

At the level of the international oil market, where, through its membership of OPEC, the UAE is an important participant, the country has consistently adopted a firm but moderate role, seeking to ensure for the oil producers their just returns, yet at the same time, using all its efforts to ensure that the major consuming nations do not suffer undulyu from sudden fluctuations in price that could lead to severe disruptions of their economies. During the course of the past year, when it became clear that, despite the sacrifices made by the UAE and other OPEC members, the non-OPEC, producing nations, like Britain and Norway, were not prepared to co-operate in efforts designed to maintain a stable market, Sheikh Zayed took the difficult decision to endorse the new OPEC strategy of seeking a fair share of the market, despite the inevitable short-term loss of revenue this would cause.

Within the developing world as a whole, Sheikh Zayed has shown that he, and the country as a whole, is prepared to share its own good fortune with other less well-endowed nations. Starting the Abu Dhabi Fund for Arab Economic Development, ADFAED, before independence was even achieved, in July 1971, Sheikh Zayed has subsequently remained the guiding light and inspiration of the UAE's generous overseas aid policy, that is profiled elsewhere in this report, contributing at times well over ten per cent of the country's Gross National Product towards the provision of assistance to other developing nations, in the Arab world, and in Asia Africa and the Mediterannean.

Part of the reason for Sheikh Zayed's generosity towards the rest of the Third World has derived from his understanding of his deeply held Islamic faith, believing that it is his duty to help others to achieve a better standard of living for their peoples. That Islamic faith and commitment has also been witnessed on a political level, through the UAE's active participation in the Organisation of the Islamic Conference, OIC, and its associated bodies like the Islamic Development Bank, IDB. Sheikh Zayed has himself been a frequent participant in the regular Islamic summit conferences, and has lent support to efforts being made by the OIC and other Islamic bodies to resolve the bloody and fratricidal war between Iraq and Iran that has so seriously affected the entire Gulf region during the course of the past six years.

Here, as in inter-Arab disputes, Sheikh Zayed has shown himself prepared to use the skills of mediation and conciliation learned so many years ago in Al Ain in seeking to bring the warring parties together to find an acceptable solution. And just as in Al Ain, the President had the wisdom to recognise that solutions may not always be easy, but that the search for them must never be abandoned, so too has he continued to make his good offices available for any effort to bring about ceasefires, reconciliations and peace agreements. During the course of the past year, for example, his negotiating and mediation skills were once again called upon during the minor disagreement between fellow GCC states Qatar and Bahrain over the ownership of some islets lying between them.

Within the Arab world, Sheikh Zayed has long since earned the reputation of being a shrewd and patient mediator, using all the forces of persuasion at his disposal to bring together other Arab states who may temporarily be at loggerheads. Utilising the skills that he learned during his Al Ain days, he has succeeded in becoming a key figure at Arab summit conferences, and during the course of the last few years, when divisions within the Arab world have prevented scheduled summit meetings being held, he has always been in the forefront fo those offering to take part in any meeting that can help to resolve differences.

His Arabism is based upon a belief in the essential unity of the Arab people and their homeland, and, in accordance with this belief, he has not only been a generous provider of aid to other poorer Arab countries, but has also been a powerful voice for the campaign to restore to the Arab homeland that part which was torn from its body in 1948, the occupied land of Palestine. Even before the independence of the UAE, Sheikh Zayed was a firm supporter of the Palestinian people, visiting their battle-lines in the Jordan valley in

ıchequer, Sheikh Zayed also romoted Al Ain as a regional market, uilding a new central souq to attract eople from far and wide to buy and ell, anything from camels to crops. Vithin a few years, Al Ain had begun emerge as the unquestioned centre of ocal commerce — a position it retains oday.

The Eastern Region of Abu Dhabi mirate covers a wide area, up into the oothills of the Hajar Mountain range, nd stretching away south and west owards the well of Umm az-Zamul, nd Zayed traditionally spent the inter months travelling throughout his area, to keep in touch with the ocal people, and to sort out their roblems. At the same time, like his redecessors, Sheikh Shakhbut eceived a payment from the Sultan of eighbouring Oman for helping to naintain order in Inner Oman, a radition dating back to the time of ayed the Great, who had forged a owerful alliance with his Omani eighbours. That task of maintaining rder fell to Zayed, and his Al Ain najlis was frequented not only by eople from Abu Dhabi, but by ribesmen from hundreds of kilometres way in the depth of the peninsula.

These early years in Al Ain also saw he first real involvement of the oil companies in the Lower Gulf. Petroleum Development (Trucial Coast), a consortium of companies, British-led, had won their concession to explore for oil from Sheikh Shakhbut in January 1939, but had deplayed their activity until after the end of the Second World War. In the years 1948 and 1949, British geologists working for PD (TC) were very active in the Emirate, particular in the area under Zayed's administration, and, indeed, the first ever well to be spudded in the area that today comprises the United Arab Emirates, was located at Ras Sadr on the coast, within the Eastern Region.

It was Zayed's task, in accordance with the agreement between his brother and the oil company, to facilitate the work of the geological teams, and of the well-drilling teams that followed and this gave him his first sustained contact with the world outside the peninsula. At the same time, the advent of the oil era also brought to life a dormant dispute between Abu Dhabi and Oman and neighbouring Saudi Arabia over the ownership of the villages within the Buraimi Oasis, and over part of the territory of the emirate of Abu Dhabi.

Between 1952 and 1955, this disagreement developed into a small-scale confrontation, with the temporary occupation of the Omani villages in the Buraimi oasis by a Saudi police detachment. Eventually, with the assistance of Sheikh Zayed, the status quo was restored. The dispute rumbled on in international courtrooms and forums for nearly twenty years, until it was finally settled on the basis of an agreement made between Sheikh Zayed and King Faisal of Saudi Arabia in 1974.

Observers at the timenotedthat Sheikh Zayed was determined not to yield to the pressure upon him, and, according to one historian, Dr. Mohammed Mursy Abdullah, today the Director of the Centre for Documentation and Research in Abu Dhabi, "during these difficult days, the strong and popular figure of young Zayed... played a vital role in keeping stability and loyalty among Abu Dhabi tribes in the area".

At the same time, however, Zayed made it clear that he was in favour of solving the dispute through mediation and agreement and although this proved not to be possible at the time, his position made it much easier for the negotiations after independence to be brought to their successful conclusion.

If the arrival of the oil companies and otherproblems brought the outside world home to Zayed, he also gained experience from his own travels abroad. His first visit was to Europe in 1953, when he attended a crucial arbitration session in Paris that endorsed the claim by Sheikh Shakhbut that he had the power to grant an offshore oil concession separate to that already granted to PD (TC) onshore, and also made his first visit to London.

The tour gave Zayed the opportunity to see modern cities, and although sights such as the Eiffel Tower, or the Houses of Parliament impressed him, so too did other less conventional parts of his programme, such as his first visit to a modern hospital. For him, there was a telling comparison with his own home, and it was visits like this, together with others to the United States, Iran, Egypt, Iraq, Syria and India over the next few years, that both showed him what his own country lacked and convinced him of the necessity to exert all his efforts to bring development to the people of Abu Dhabi.

The problem, of course, was money — but that was soon to be solved. In 1958, PD (TC), later known as the Abu Dhabi Petroleum Company, and today as the Abu Dhabi Company for Onshore Oil Operations, ADCO, announced the discovery of the UAE's first commercial oilfield, at Bab, in the Western region. The next year, the holders of the offshore concession, Abu Dhabi Marine Areas, now the Abu Dhabi Marine Operating Company, ADMA-OPCO, struck the rich Umm Shaif field offshore. Finance was shortly to become available in previously unimaginable quantities. By 1962, the first oil shipment, from Umm Shaif, took place, with the first shipment from the Bab field being exported the next year.

Sheikh Zayed, who had made good use of the small sums that had previously been available to him, sought to persuade his brother, Sheikh Shakhbut, of the need to spend the new oil revenues rapidly, for the development of the Emirate, and to benefit its poor, and often hungry and thirsty people. The first school had been started in 1957, and more were needed. There was a need for hospitals, for better housing, and a project dear to Zayed's own heart, for a proper road linking Abu Dhabi town to Al Ain, to remove the necessity for the two or three day camel trek that still divided them.

Backed by his surviving brother, Sheikh Khaled, and also by other members of the Al Nahyan family, such as Sheikh Mohammed Ibn Khalifa, father of key figures in the current UAE and Abu Dhabi Governments, such as Sheikhs Hamdan, Mubarak, Tahnoun, Saif and Surour, Sheikh Zayed tried long and patiently to convince his brother that, despite the dangers of evelopment, there was no way in hich it could be delayed or put off. heikh Shakhbut, who had cautiously nd carefully guided the Emirate hrough the poverty-stricken days of he nineteen thirties and nineteen orties, and had restored its unity and trength after the divisions of the two ecades before his accession, found it mpossible to agree with the demands f his brothers and cousins. ventually, the situation came to a

ıead, and the Al Nahyan family lecided that it would be necessary to ısk Sheikh Shakhbut to step down. Their choice as a new Ruler was obvious.

In a book published in 1964, the British writer, Clarence Mann, had vritten "Sheikh Zayed is the principal uthority in Buraimi (Al Ain) and from here his influence stretches throughout Dhafra. He is highly respected by the Bedouins, because he knows and practises their ways and traditions. It is hrough him that Abu Dhabi exerts its nfluence on the Bedouins, and this factor, plus his reputation for justice, advancement and statesmanship would almost ensure that he would be chosen as his brother's successor".

So indeed it was — and on August 6th 1966, Sheikh Shakhbut abdicated, going into exile for a few years before returning to live in Al Ain. In his place, his youngest brother, after twenty years as Ruler's Representative in the Eastern Region, took on the task as Ruler of the Emirate of Abu Dhabi.

Perhaps around fifty when he took the helm of the ship of state, Sheikh Zayed acted like a man in a hurry. Indeed, it was appropriate that he should do so, for the people of the Emirate, well aware of the benefits that oil production had brought to neighbouring states like Qatar, were keen that they, too, should begin to see the results of expenditure on the development of a new society. Working day and night, Sheikh Zayed threw himself into the task of getting the ship of state on the move. A month after taking over as Ruler, he overhauled the entire administration of the Emirate, creating a number of new departments charged with tasks such as education, public works, electricity, water supply, health, customs, agriculture, justice, labour, and police and public security. A little while later followed the Department of Petroleum, with its first Chairman, a young graduate named Mana Said al Otaiba continuing to hold the post today.

A whole host of new projects were started. Work began on the first international airport for the emirate, and on the road to Al Ain. Designs for the Al Maqta bridge, linking Abu Dhabi to the mainland were approved, while the first ever public hospital in the emirate, the old Central Hospital, now being replaced by a modern new complex, was rapidly built. The newly created Municipality was given the task of building the first proper roads for Abu Dhabi, while, to cope with the rush of marine traffic created by the rapid construction programme, work began in 1968 on the building of the first real port for Abu Dhabi, now expanded into the well-equipped Mina (Port) Zayed.

The growth of oil revenue, with more fields coming on stream both-onshore and offshore gave Sheikh Zayed the necessary funds to underwrite his ambitious development programme, and the results became quickly apparent.

In 1965, for example, the emirate had only six schools with a total of 528 students. By 1971, the number had risen to twenty five schools with 7,897 students. There were only 200 people on the public payroll in the year that he became ruler, but a couple of years later, the expansion of the Emirate's administration and services meant that the total had risen to more than 2,000. The emirate began, for the first time to enjoy modern medical services, while the rudimentary Abu Dhabi Defence Force, which had been established only in 1964, received an influx both of men and of modern equipment, becoming a strong and well-equipped force by the time of independence in 1971.

With the backing of his Al Nahyan relatives, many of whom took up important positions in the new administration, Sheikh Zayed was able rapidly to commence the process of bringing the emirate into the modern era. One sign of his success was the way in which other Abu Dhabians, who had gone abroad for education during the days before schooling reached the emirate, began to return with their university degrees to play their part in the gowth of their home emirate, people like Mana al Otaiba, mentioned above, and the director of the Emiri Court, later the UAE's first Foreign Minister, Ahmed Khalifa al Suweidi.

If Sheikh Zayed showed himself to be a man in a hurry as far as the bringing of the benefits of development to his people was concerned, he also showed himself during these first few years as Ruler to be well-equipped to grasp the difficult problems of external policy, both with the other Trucial States, and with neighbouring Arab countries.

At the beginning of 1968, the British, who had been in the Arabian Gulf since 1820, indicated that they would be leaving the area by the end of 1971, by which date the former Trucial States, and the other emirates of Qatar and Bahrein, would achieve independence. Thus Sheikh Zayed was obliged not only to consider the immediate needs of his people, but also to pay attention to the securing of their long-term future, through the creation of a structure that would involve Abu Dhabi, and the area as a whole, to face the challenge of independence in a rapidly changing world.

His long experience in Al Ain had given Zayed a good understanding not only of the potential conflicts between the states of the region, but also of the common culture, history and interests that linked them together. He saw, clearly, that in the latter part of the twentieth century, it would be difficult, if not impossible, for Abu Dhabi to stand alone as an independent state, while, at the same time, it was clear that the better interests not only of Abu Dhabi, but of the other Trucial States, lay in the development of close co-operation between them, and of enhanced relations with their neighbours within the Arabian peninsula.

A first task was to move to resolve the long-existing, albeit often dormant questions of borders between them. Using a combination of his own wisdom and skill at negotiation, and also his preparedness to put the long-term objectives ahead of short-term questions of a few kilometres of land here or there, Sheikh Zayed first succeeded in resolving the border questions with the neighbouring states of Qatar, Dubai and Oman, and also succeeded in opening negotiations once again with Saudi Arabia, even though it was some years before these were finally to bear fruit.

He also moved to take the lead in efforts to create a new structure of political relations within the region that could emerge once the British had left the area. A month after the announcement of the British withdrawal, Sheikh Zayed met at Sameeh, on the coast between Abu Dhabi and Dubai, with the Ruler of Dubai, Sheikh Rashid bin Said al Maktoum, an experienced Ruler who had succeeded in a climate of economic adversity in bringing development to his emirate that still outstripped that

Mian Nawaz Sharif Called on Presidend Sheikh Zeyed Bin Sultan Al-Nehyan in Abudubi

His Highness President of United Arab Emirates Sheikh Zaid Bin Sultan Al-Nehyan.

On August 6th 1966, twenty years ago, Sheikh Zayed succeeded his brother to become ruler of what was then the largest of the Trucial States, the Emirate of Abu Dhabi. In July 1971, fifteen years ago, Sheikh Zayed, together with his brother rulers from the other Emirates, agreed to come together to form the United Arab Emirates, and, on December 2nd 1971, the United Arab Emirates achieved its independence, with Sheikh Zayed being unanimously elected as President by his colleagues.

A decade later, moving to a broader plane, Sheikh Zayed and the United Arab Emirates hosted in Abu Dhabi in May 1981 the first summit of the Arab Gulf Co-Operation Council, GCC, which thus also celebrates the fifth anniversary of its establishment this year returning to Abu Dhabi for its sixth summit meeting in November.

For the people of the United Arab Emirates, therefore, 1986 is a year of anniversaries, and one during which it is appropriate to look back over the life of the man who has guided it since independence.

Sheikh Zayed was born around seventy years ago, probably in 1916, the son of Sheikh Sultan bin Zayed, a younger brother of the Ruler of the day, Sheikh Hamdan and the grandson of the man after whom he was named, Sheikh Zayed Ibn Khalifa, who had ruled the Emirate of Abu Dhabi from 1855 to 1909. During that lengthy rule, Zayed, also known as Zayed the Great, and today, to avoid confusion with his illustrious grandson, as Zayed the First, had succeeded in making the Emirate of Abu Dhabi the unquestioned leader of the emirates that then comprised the Trucial States. With its lengthy coast, and its broad expanses of desert, stretching from the base of the Qatar peninsula to the border with neighbouring Dubai, and inland to the Liwa Oasis and to take in the larger part of what was then known as the Buraimi Oasis, but is better known today as Al Ain, Abu Dhabi, unlike its fellows, looked both inwards, to the peninsula, and outwards, to the maritime trade of the Arabian Gulf. With its resources coming both from desert and oasis agriculture, and from the offshore pearling trade, it won a pre-eminence that had begun to decline by the time of the young Sheikh Zayed's birth, but which still gave it a power and influence that stretched well beyond its borders.

The young Zayed had three elder brothers, Shakhbut, Khaled and Hazza, and a host of cousins, not only from his father's side, but also from that of his mother, Sheikha Salama, sister of the head of the Qubaisat sub-section of the dominant Bani Yas tribal confederation over which the Al Nahyan family ruled.

Young Zayed had little formal education as a child, even during the years when, from 1922 to 1926, his father was Ruler of Abu Dhabi.

stead, he was taught from the Holy uran, in the time-honoured tradition education in the Arabian peninsula, om the age of seven until nine, and as also at this age given his first ounding in the religion of Islam nich rapidly became for the boy a eply held and deeply felt faith. oday, Islam provides the moral and tellectual basis on which Sheikh ayed structures his role as a Ruler and a President.

Until the age of ten, Sheikh Zayed ed a life little distinguished from that most of the other children around m, his relatives and other playmates. t the time, of course, Abu Dhabi was desperately poor state. Internecine rife that had followed the death of ayed the Great had led to a decline in e power and influence of the emirate, d consequently of its wealth. There as, it is true, a short-lived boom in the arling industry in the nineteen venties, with an upsurge in demand om the United States and Latin merica for the fine quality Gulf arls, and the revenue from taxation e main pearling grounds, many of hich lay in Abu Dhabi's waters, gave ayed's father at least the opportunity keep the emirate running, if not the pportunity to develop it.

In 1926, however, Zayed's father, heikh Sultan, was killed, and for a ouple of years, the young boy, ogether with his elder brothers, lived n exile. He returned to Abu Dhabi in 928, when his eldest brother, Sheikh Shakhbut, was elected as Ruler by the Al Nahyan family.

The next decade saw the future ruler growing up in a relatively peaceful and uneventful childhood. Much of his adolescence was spent not in Abu Dhabi itself, but in the inland oasis of Al Ain, the largest of the villages in the Buraimi Oasis, where he was able to grow up in a traditional tribal environment, absorbing the culture and traditions that had been part of the life of his people for centuries.

It was during these years that Zayed learned to understand the delicate interplay between the oasis and the desert, and to understand the equally delicate relationships between those who lived in the two environments, an understanding that was to serve him well in later life.

At the same time, he developed a great love for one of the most traditional aspects of Bedouin life — the chase. As a boy, Zayed spent much of his time roaming around in the desert near Al Ain, or scrambling up and down the sides of the whalebacked Jebel Hafit, and also learned to love hunting. Choosing first the gun as a weapon, and becoming an excellent shot, Sheikh Zayed later abandoned the gun in favour of the falcon, feeling that it better matched man and nature. Long after he had ceased to shoot for sport, however, the Bedouin tribesmen proudly told visitors, like the British Arabist and explorer Wilfred Thesiger, that Zayed was one of them — he could shoot like a bedouin.

The affairs of state, such as the economic disasters caused by the collapse of the pearling industry in the world depression of the nineteen thirties, passed Zayed by. So, too, did the early negotiations with the British and the oil companies about exploration concessions that took place in the middle of that decade. The problems that those represented were tackled more by his elder brothers. Instead Zayed spent his formative years absorbing the knowledge of the people, and learning about the country that he was one day to rule, enquiring far and wide from the tribes, and receiving advice from older relatives like Sheikh Ahmed Ibn Hilal al Dhahiri, who had served every ruler since Zayed the Great as his representative in Al Ain until his death in 1936.

One early contact by Zayed with the forces that were later to provide him with the resources that have enabled him to change the face of Abu Dhabi, and of the UAE, came during the late nineteen thirties, when the young man guided an early oil company exploration team deep into the desert. For the most part, however, Zayed remained a child of Arabia, becoming so well attuned to the natural, social and political environment around Al Ain, and in remoter areas stretching deep into Inner Oman, that he won the respect of tribal leaders far and wide, despite his youth.

Thus when in 1946, the successor to Sheikh Ahmed Ibn Hilal as Ruler's Representative in the Eastern Region of Abu Dhabi died, the young Zayed was the logical choice to succeed him as his brother's Representative. Forty years ago this year, — another anniversary — it was to mark the beginning of a twenty year apprenticeship in Government that equipped Zayed for the challenges that had occupied him over the past two decades.

Zayed was the first member of his family to have occupied the crucial Eastern region position for half a century, and was still a relatively young man. The reputation he had built up during the years of his adolescence and early manhood in the area, however, together with the close relationships he developed with the tribes, meant that he was a popular choice. His openness in discussion, his readiness to hear both sides, his ability to mediate, and his shrewdness in taking decisions gave the local population the confidence that he would prove to be an effective Governor. And, as Wilfred Thesiger noted in his classic book of desert exploration, «Arabian Sands», he was greatly liked by the Bedu. «They liked him for his easy informal ways and his friendliness, and they respected his force of character, his shrewdness and his strength».

Their confidence, and that of his brother Sheikh Shakhbut, were not misplaced. Within a few years, Sheikh Zayed had not only confirmed the hopes that they had placed in him, but had moved ahead with the development of the area under his charge much faster than anyone, except perhaps himself, would have believed possible.

Within Al Ain and the other villages in the Abu Dhabi portion of the oasis, he introduced changes that led to the beginning of the area's emergence as the agricultural centre it has become today. The traditional method of the allocation of water from the aflaj (underground irrigation channels) was changed, with Zayed leading his fellow Al Nahyans in surrendering their old rights for the benefit of the population at large, and encouraging others to follow. Old aflaj that had fallen into disrepair were cleaned out, while a new one, the Falaj as-Surrouj, which today can be seen running past the gardens of the Al Ain Hilton Hotel, was painstakingly excavated, and brought into use, opening up a whole new area to agriculture.

Using the small sums of money ailable to him from taxes on date oduction and from aflaj users, gether with the amounts made ailable to him by his brother the uler from the Emirate's general

PERSONALITY OF THE MONTH

Sheikh Zeyed Bin Sultan Al-Nehyan President U.A.E. is one of the close friends and well wishers of Pakistan. Sheikh Zeyed has financially helped Pakistan on large scale in various projects. Uncounted social and welfare organizations are financially aided by him. Sheikh Zeyed Trust & Sheikh Zeyed Hospital Complex clearly show the closest relations of Sheikh Zeyed Bin Sultan Alnehan with Pakistan. Besides thousands of Pakistanis are employed in U.A.E. That is why he is very much respected in Pakistan.

During the Gulf war U.A.E. is also affected. It is the duty of Pakistan Government to help U.A.E. in all respects in this critical juncture.

We are giving in our magazine detailed life sketch of Sheikh Zeyed being an international figure and the kindest and closest friend of Pakistan. We hope our readers would like. it.

Great Presenalty
His Highness
Sheikh Zeyed
Ben Sultan Alnahyan
President Of
The United
Arab Emirates

Iraq's attack over Kuwait Hon'ble Qasim Umar Yaqoot told the decided decided facts and stated that in consequence of 9 years' war with Iran the economy of Iraq has been totally ruined. According to U.N. report of 1972-73 the richest country of world Iraq as per capita income had fallen under debt amounting to 100 million dollars.

The Iran-Iraq war also ended without any result and the wishes of the peoples were not fulfilled. Millions were killed, thousands were made disabled. To divert peoples' attention from the aforesaid facts Iraq started a conflict with Kuwait. Iraq has used the issue of oil production as a preplanned lame excuse. Despite all the baseless and wrongful please taken by Iraq this dispute was placed before a panel of Arab Experts and also agreed to accept the final decision thereof. This proposal was rejected by Iraq. thereafter negotiations between the parties were made in jeddah which were turned down by Iraq. In fact under the garab of territorial dispute Iraq had previously decided for illegal occupation of Kuwait but it was temporarily postponed due to some conflicts with Iran. After the end of War with Iran Iraq according to its aforesaid programme invaded Kuwait' a peaceful country. Resultantly terrible ruin and assassination of innocent peoples of Kuwait came out as a routine of life.

Iraq with a brutal act of invasion did not honour any agreement between the two countries. In view of the report submitted by World Human Rights Organisation the Iraqi forces mercilessly murdered 10,000 Kuwaiti peoples, Government and semi Govt. organisations were robbed which amounted to approximately 45 billion dollars.

Kuwaiti Ambassador and his wife with governor Serhad Amir Ghulistan Junjua

Qadri Sahib what for Kuwaiti peoples have been punished by Iraq's invasion? The Iraqi forces have made the lives of Kuwait nationals and prssoners miser able. The peace loving countries of the world have badly condemned the Iraqi aggression against Kuwait. There is none including U. N. O., Islamic Summit Conference, Arab League, None Aligned Organisation, who has not damanaded the restoration of lawful position as an independent State of Kuwait. But most regretfully the Iraqi Govt. has net budged an inch from using power against Kuwait. The overwhelming majority of U. N. O. has supported Kuwait for its soverignity having passed a resultion against Iraq. Under these circumstances the use of power will not be questionable for restoration of freedom and lawful position of Kuwait's Government. In reply to our question linking the problem of Kuwait with palestanians issue the Hon' ble Yaqoot said the memory of Arabs is not too weak that they cannot distinguish between the supporters and opponents of freedom fighters of paiestanians.

In respense to the question of debts payable by Iraq to Saudi Arabi and Kuwait the Embassy of Kuwait said," Kuwait and Saudi Arabia have never demanded payment of the said debts by Iraq. But both these countries supplied oil to Iraq free of cost. Besides Kuwait is the first country of the world whose Amir Sheikh Jabir ul Ahmed el Sabah made a proposal before United Nations for giving up the debts of the poor and underdeveloped countries alongwith interest. It is quite evident that Kuwait always financially helped the under developed/countries of the world for raising up their standard of living. There may be starvation in Ethopia, Sudan or there may be earthquake in Iran the Kuwait Govt. has always helped all of them. In response to a question raised by the majority of Muslims about their fears and suspicions for calling upon the non-Muslims to enter the Arabian you the Embassy Yaqoot said," all the well versed Ullemas thinkers and diplomats of the Muslim Umma have supported the defence through non-Muslim forces. It has repeatedly been declared by Shah Fehd that after the liberation of Kuwait all the non-Muslim forces will be sent back. The Kuwait Embassy said, " the only solution of present Gulf problem is based on freedom of Kuwait and restoration of its lawful Govt. There will be no peace in the Gulf without liberation of Kuwait. All the world nation is supporting us. The people of Kuwait are thankful for the fullert support of Pakistan on Gulf issue. By the Grace of Almighty Allah we shall soon celebrate the freedom of Kuwait in Pakistan.

All the Arab World and the Islamic countries know it very well that Yaser Arafat in Tunis explicitly declared that there are only three enemies of Palestanians and their freedom and they are President Jimi Carter, Israeli Prime Minister Began and Iraqi President Saddam Hussain. We still remember these words of Yasar Arafat. Moreover the Iraqi President has not helped the Palestanians freedom fighters at any state whereas Kuwait has always helped them in all respects. It evidently shows the prosperity of Palestanians working in Kuwait.

Kuwait openly helped in Afganistan Jehad, He fully supported Pakistan on Kashmir issue from all the platforms. Whereas Iraq always opposed Pakistan. That is why the Pakistan Govt. is the first Government who strongly condemned Iraqi aggression against Kuwait and demanded the freedom of Kuwait and restoration of its lawful position. We are proud of Pakistan that they have supported of-just cause.

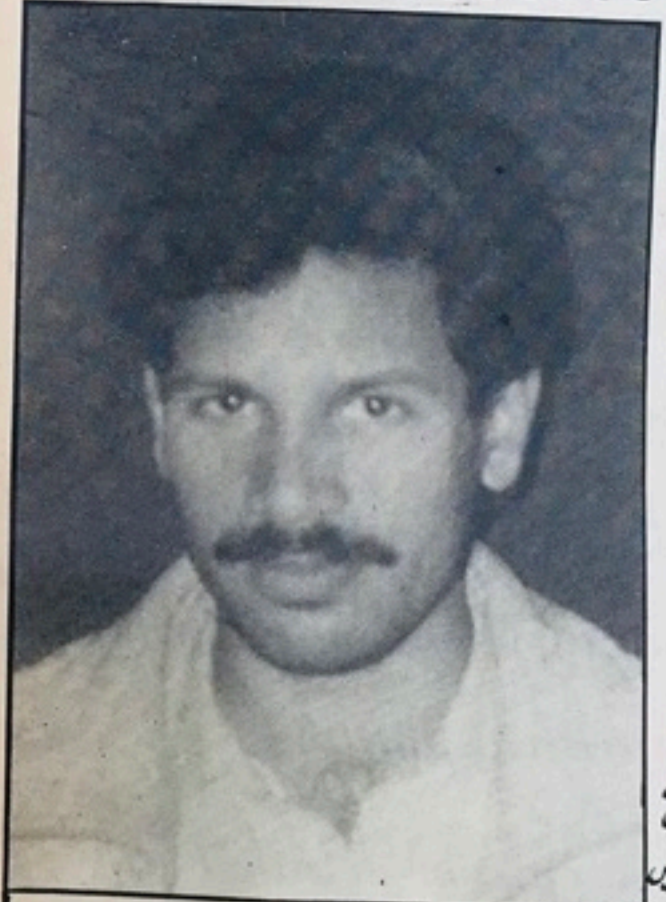

ہاں مجھے یاد ہے

ایسے لگتا ہے میرے جسم پہ قابض ہے کوئی
رُوح میری نے لئے ڈھونڈھ ٹھکانے دوجے
ایسے لگتا ہے کہ رگوں میں میری
زہر اور سم کا مِلتا ہوا دریا بہتا ہے
میری آنکھوں میں ہے تصویر گذشتہ کل کی
میری آنکھوں میں ہے منظر گزرے دن کا
ہاں مجھے یاد ہے جب ہم تم مِلا کرتے تھے
ہاں مجھے یاد ہیں وصل کی گھڑیاں جاناں
آج بھی آنکھوں میں رہتی ہے وہ موہنی صورت
جس نے اس وحشی کو دیوانہ بنا رکھا تھا
تو نے بھی دیکھا تھا
کس طرح کہا کرتا ہے
وقت جو ہجر میں تیرے گزارا میں نے
تو نے بھی دیکھا ہے کیا حال ہوا کرتا تھا
جب کبھی میں تیرا انتظار کرتا تھا
کچھ بھی تھا۔ زندگی تو شاداں تھی
ایک امید تو ہوتی تھی تیرے آنے کی

چند لمحے تو گزرتے تھے جلو میں تیرے
اِک تیری یاد سہارا تھی میرے جینے کا
پھر اچانک کوئی طوفان درانہ آیا
چھین کر لے گیا آنکھوں سے شبیہ بھی تیری
اور مٹتا چلتا بنا نقش کفِ پا تیرے
تیری یادیں بھی بہا لے گیا وہ ساتھ اپنے
سوچتا ہوں کہ جو طوفان چڑھا باہر سے
لے گیا ساتھ میری عمر گذشتہ کی کتاب
اب جو سیلاب اُبلتا ہے میری آنکھوں سے
اور جو بادِ سموم چلتی ہے میرے گلشن میں
اور جو لہریں اُبھرتی ہیں میرے سینے میں
زہر بہتا ہے رگوں میں خون کی مانند
جسم بھی روح سے خالی ہے اکیلا ہے بدن
اب میرے پاس بچا کیا ہے جو یہ لے جائیگا
اپنی لہروں کو کس سمت میں لے جائیگا
کونسی چیز میرے گھر سے بہا لے جائے گا

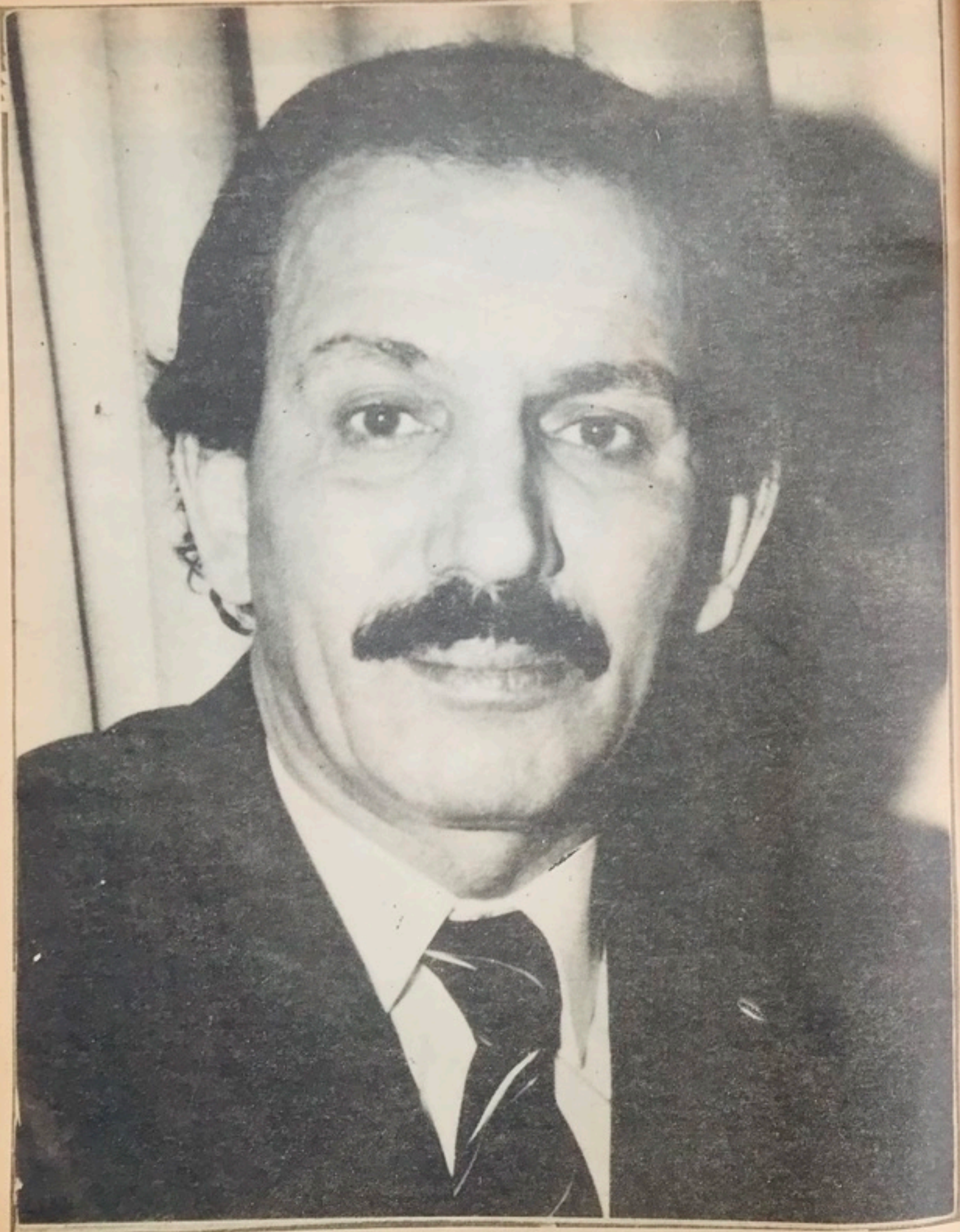

Honourable Qasim Umar Al-Yaqoot.

An Interview with His excellency Ambassador of Kuwait Mr. Qasim Umar Al-Yaqoot

Hon'ble Ambassdor of Kuwait Qasim Umar-al-Yaqoot has been performing his diplomatic services in Pakistan for the last so many years. He has rendered meritorious services in bringing Pakistan and Kuwait closer with each other in all fields of life particularly on the issues of Afghanistan and Kashmir. he has created love in the hearts of Pakistanis due to his abundant talents. He has played an important role for getting support of Pakistan Government on the issue of freedom of Kuwait and restoration of its lawful Government.

Last fews days our Editor in chief Mohammad Siddique-ul-Qadri had a talk with Hon's ble Qasim Umar al Yaqoot the Ambassador of Kuwait and discussed with him all issues in details including Gulf crises. The details of the said dialogues with the Ambassdor of Kuwait is given below for our readers:

Discussing on declaring of Iraq that Kuwait would be its province, the Kuwait Ambassdor said," on this attempt of Iraq the historical facts have been denied. No civilised man on the earth is ready to accept this negative concept of Iraq.

Kuwait has its own history. When Sabah family came into power over Kuwait after a long struggle for freedom alongwith other Arabian tribes and Sheikh Sabah ul Awal became the first Ruler of Kuwait Iraq was ruled by Usamania government . Whereas Kuwait got freedom from the clutches of British regime and this is also a historical fact that Kuwait never remained a part of Usmania regime. These facts are crystal clear from the historical record and relevant maps of Usmania regime and East India Company. Then in 1988 the Prime Minister of Usmania Govt.

Mr.Mudhat Pasha has written in his memories of life in detail that Kuwait is an independent State. Therefore keeping in view the aforesaid historical facts on record the plea of Iraq in declaring Kuwait as its part of the country is against admitted facts as well as that of an open violation of U.N. 's principles. Referring to

Amir of the State of Qatar.

His Highness Sheikh Khalifa bin Hamad al-Thani

H.H. Sheikh Hamad bin Khalifa al-Thani,

Heir apparent, Minister of Defence

and Commander-in-Chief of the Armed Forces.

His Highness Amir-e-Kuwait
Sheikh Jabir-ul-Ahmed Al-Sabah

His Highness crown Prince and prime minister of Kuwait Saud Abdullah Al-Sabah

THE YOUTH INTERNATIONAL MAGAZINE

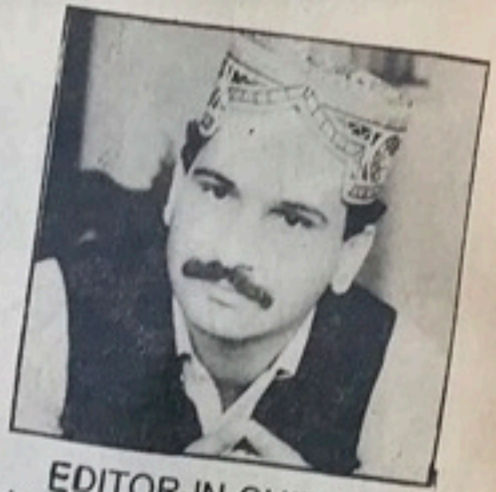

EDITOR-IN-CHIEF
Mohammad Siddique-ul-Qadri

ASSISTANT EDITORS
M W.sim Bhatti
Shahnaz Rashid
G.M.Qadri

Regd No. L. 8503
Vol. No.3 Copy No. 2
Month of FEB91

REPORTERS
Miss. Samina Qadri
Taussef-ul-Qadri

Circulation Manager
ABDUL SATTAR NIAZI

Correspondants

Karachi	:	Abdul Rafique
Queeta	:	Sarfarz Alam, M. Riaz
Pashawar	:	Gul Ghani, Mohd. Riaz
Gilgit	:	Shehzada Hussain

Foreign Correspondants

West Germany	:	M.Arif Salimi
Saudia Arabia	:	Sultan Ahmed
Canada	:	Zubair Chaudry
England	:	M. akram
U.S.A	:	Kamar Saeed

Address for Correspondance
The Monthly youth International
Aiwan-e-Auqaf Building (Near High Court)
P.O Box 2346, G.P.O Lahore (Pakistan)
Publisher : Mohammed Siddique-ul-Qadri
Monthly Youth International
(Urdo, English) Tel : 54729

Printed by Jisarat Printers
24 Sircular Road, Lahore Pskistan

Price : Rs.20.00

Contents

Editorial	5
Leader of Muslim Umma	7
Interview of Ambassador of Kuwait H.E. Qasim Omar Al-Yaqout	13
H.H. President Sheikh Zeyed bin Sultan Al Nehyan	16
S. Ghulam Hussain Shah and Mr. Pervaz Saleemi	25

Editorial

Whole the Muslim nation is very much worried about the brutal aggression and cruelties of Iraq against Kuwait and its peoples. All the world countries have badly condemned Iraq's invasion over Kuwait and have appealed for withdrawal of Iraqi troops therefor. But most regretfully all these appeals have gone in vain. Consequently the Gulf area is under the dreadful flames of War. On both the sies the Muslims are suffering huge losses and on the precarious condition of the Muslims of Gulf whole the Muslim Umma is shadding tears.

In Pakistan many religious and political parties are exciting the sentiments of people against America and its allied forces. It is most pitiable thing that in this connection agitations are being held daily against the policy of Govt. of Pakistan. Some of the religious & political parties of I.J.I. also are participating in these agitation. The Government seems to be helpless in this regard. If this situation continues it is afraid that the interests of Pakistan will be badly damaged.

In our view the plea taken by Govt. of Pakistan on Gulf issue is just and right for the restoration of Kuwaiti Government and its sovereignty. The Prime Minister of Pakistan Mian Nawaz Sharif should clearly and boldly adopt his policy on Gulf issue and he should also get the influence of the peoples of Pakistan in this regard. The countries situated in Gulf namely Saudi Arabia, Kuwait, U.A.E., Qatar, Bahrain, Musqat and Oman have particular close relations with Pakistan. They have provided employments to millions of Pakistanis. They have helped Pakistan at every critical juncture. It is therefore necessary that peoples of Pakistan should also help them at this stage.

We welcome the struggle of Mian Nawaz Sharif for peace in Gulf and fully support his shuttle diplomacy.

We appreciate the stand taken by the Leader of the Opposition Benazir Bhutto Sahiba on Gulf issue as she has also supported the resolutions passed by UNO on the Gulf issue. Of course, she has played a praiseworthy role in the matter.

We think that the foreign policy of Pakistan is going on its right path. We should support our friends in Gulf at this time of need. Insha Allah the time would prove itself that the foreign policy of Pakistan is rightful.

SURGICAL
DENTAL INSTRUMENTS AND SCISSORS

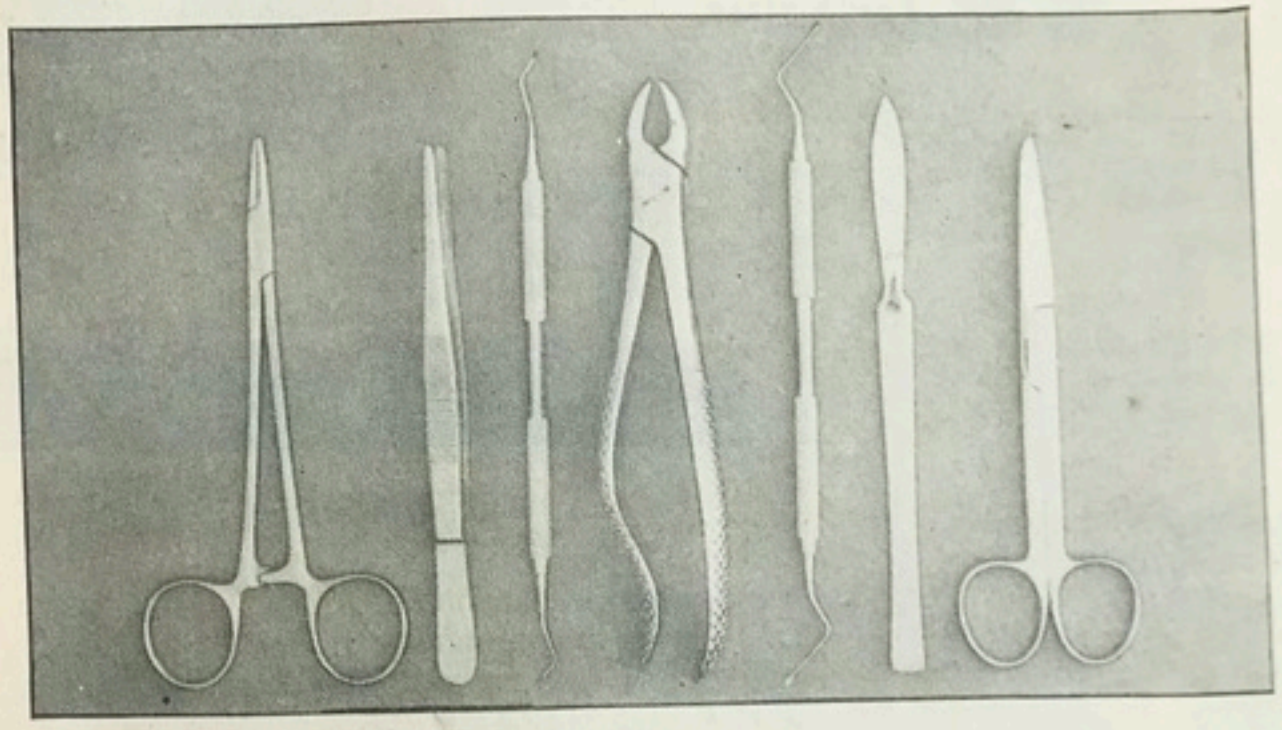

MEDICAL FIELDS COVERED BY OUR PRODUCTS

• GENERAL INSTRUMENTS • GYNECOLOGY • DIAGNOSTICS • OBSTET RICS
• LUNG SURGERY • UROLOGY • CARDIOVASCULAR • SUTURE • TONSIL
• OTOLOGY • TRACHEOTOMY • RHINOLOGY • OPTHALMOLOGY • ORTHOPAEDIC
• NEURO SURGERY • BONE SURGERY • INTESTINES & STOMACH
• DERAMATOLOGY

DIL

DIL INDUSTRIES (PVT) LIMITED
Head Office: 303 Poonch House Complex
Adamjee Road, Rawalpindi Cantt. (Pakistan) Tel: (92) (51) 67876
Tlx: 54306 DIL PK. FAX : 92 51 581924

BRANCHOFFICE
1ST FLOOR UNIVESAL PLAZA F -10 MARKAZ
ISLAMABAD

THE YOUTH INTERNATIONAL MAGAZINE

Special Interview With Ambassador Of Kuwait On The Gulf Issue

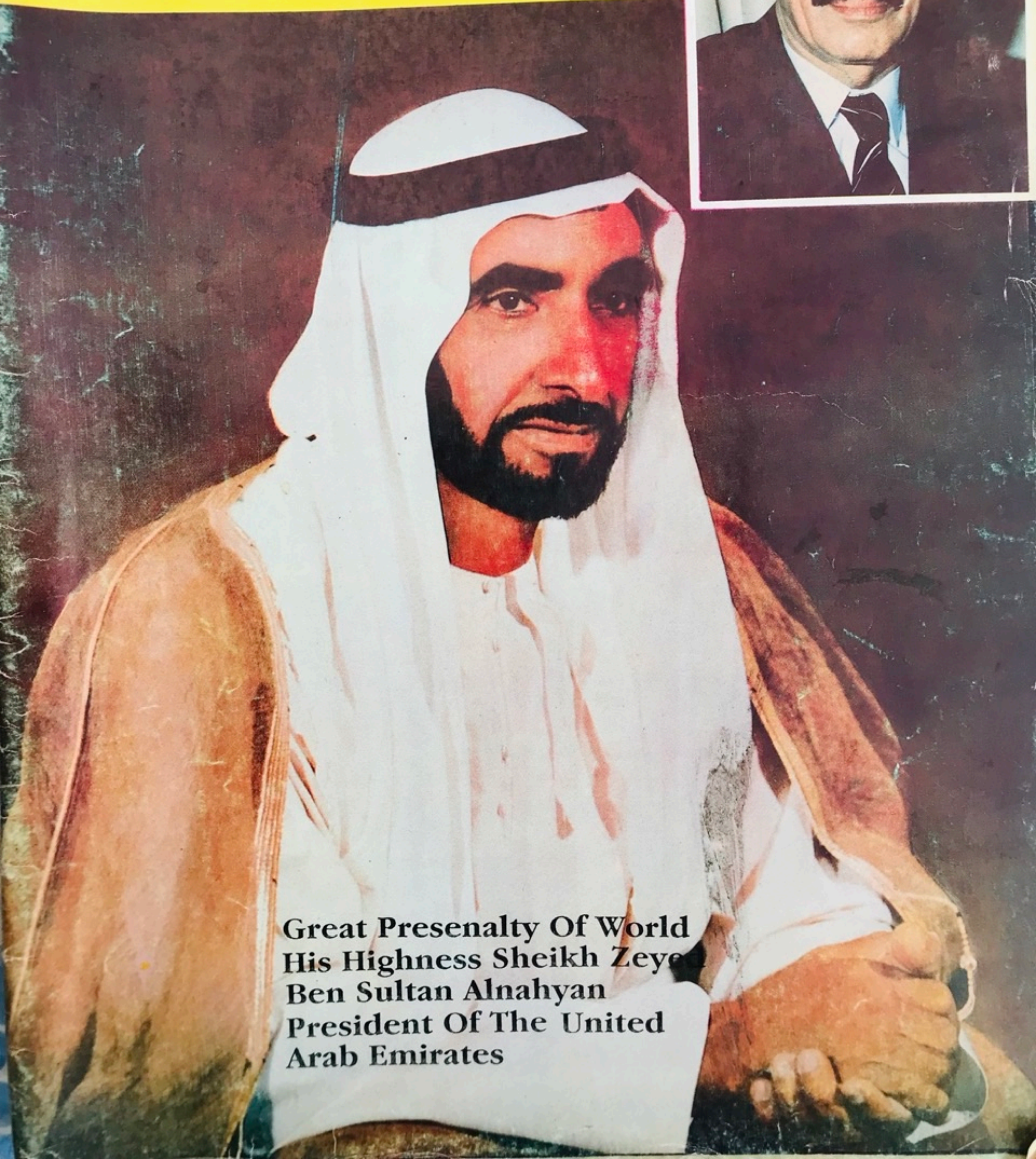

Great Presenalty Of World
His Highness Sheikh Zeyed
Ben Sultan Alnahyan
President Of The United
Arab Emirates